بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمع ہدایت

تالیف:

حضرت علامہ مولانا ابوالفیض محمد عبدالحفیظ صاحب قادری

مفتی شاہی جامع مسجد آگرہ

بجواب

آئینہ صداقت

مؤلفہ پروفیسر فیروزالدین روحی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین

امابعد۔

سبب تالیف

چند احباب پاکستان نے جناب مولوی فیروز الدین صاحب روحی کی تصنیف کردہ کتاب۔ ''آئینہ صداقت''۔ مطبوعہ آرمی پریس کراچی، بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجی اور جواب کا مطالبہ کیا۔ اگرچہ فقیر اپنے اعذار وافکار کی وجہ سے اس قابل نہ تھا کہ جواب لکھتا مگر بار بار کے اصرار نے مجبور کر دیا اور جواب لکھنا ضروری ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اتمام کو پہنچائے اور سبب اصلاح وہدایت بنائے۔ آمین

میں اور جناب روحی صاحب

جناب روحی صاحب کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ کا آگرہ میں ایک زمانہ قیام رہا ہے، اکثر اوقات میری اور ان کی ملاقاتیں رہی ہیں بسا اوقات دینی مسائل میں وہ مجھ سے مشورہ لیتے تھے، عربی جملوں کے معانی ومفاہیم دریافت کیا کرتے تھے۔ چند موقعوں پر وہ میرے ساتھ جلسوں میں بھی شرکت ہوئے۔

یہاں کے قیام میں جہاں تک مجھے علم ہے ان کے خیالات ایسے نہ تھے جیسے کہ ان کی اس تصنیف سے ظاہر ہو رہے ہیں یا اگر تھے تو مسلم اکثریت کے سنی حنفی عقائد کے معتقد ہونے کی وجہ سے وہ کچھ تقیہ سا کئے ہوئے تھے۔

بہر حال ان کا یہاں نہ کوئی علمی وقار تھا نہ زیادہ پوچھ گچھ، اسی واسطے ان کا بازار یہاں کچھ ٹھنڈا سا تھا۔ ممکن ہے کہ پاکستان پہنچ جانے پر یا تو وہ بدل گئے یا چھپے ہوئے تھے کھل گئے نعوذ باللّٰہ من الحور بعد الکور۔

آئینہ صداقت کا مقصد تالیف

جناب روحی صاحب کے مقاصد ان کے انداز تحریر سے صاف ظاہر ہیں اور وہ صرف یہ ہیں (۱) وہابیت اور ابن عبد الوہاب نجدی کی مدح سرائی۔ (۲) سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل دہلوی کی ستائش (۳) دیوبندیت اور فضلائے دیوبند کی ثناء وصفت (۴) ان تینوں کے قابل اعتراض وگرفت عقائد وخیالات کے ردو ابطال کرنے والے علمائے اہل سنت وجماعت پر نکتہ چینی وطعنہ زنی۔

وہابیت اور ابن عبد الوہاب نجدی
نمبر اول

اس نمبر کی ابتدا آپ نے عنوان باب سوم۔ وہابیت ص ۳۶ سے شروع کی ہے اور صفحہ ۵۵ پر اس نمبر کو ختم کر دیا ہے۔

زیر عنوان (وہابیت کیا ہے) ص ۳۰ پر آپ لکھتے ہیں۔

"بارھویں صدی ہجری میں اسلامی دنیا بری طرح زوال کی طرف مائل تھی اجتہاد ونظر کے دروازے بند ہو چکے تھے، مسلمان ہر شعبے میں پستی کی طرف مائل تھے، تصوف کے توہمات نے خالص اسلامی توحید کو چھپا دیا تھا۔ مسجدیں ویران قبریں آباد تھیں، تعویذ گنڈوں میں دنیا پھنس گئی تھی قرآن کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا، خصوصاً جزیرۃ العرب کے قلب (نجد) کی حالت اور بھی خراب تھی کم سے کم جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ کہ اہل نجد اخلاقی انحطاط میں حد سے گذر چکے تھے، ان کے معاشرہ میں نیکی وبدی میں کوئی امتیاز نہ تھا، مشرکانہ عقیدے دلوں میں گھر کر گئے تھے، زید ابن خطاب کے قبر کی پرستش ہوتی تھی، بعض صحابہ کے نام سے منسوب قبریں پوجی جاتی تھیں لیکن یہ سب کچھ دین ومذہب کے نام پر ہوتا تھا، سیاسی حالت اس سے بھی بدتر تھی، اس پر آشوب اور ناموافق ماحول میں شیخ محمد

ابن عبد الوہاب نجدی نے مسلمانوں کو خالص توحید وسنت کی دعوت دی، اس دعوت کو بعض سیاسی مصالح کی بنا پر مصری، ترکی اور انگریزی حکومت نے وہابیت کے نام سے موسوم کیا اور شیخ پر الزام لگایا اور اس تحریک کو اس طرح مشتہر کیا کہ گویا اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب ایجاد ہوا۔"

پھر ص ۳۹ پر لکھا: "شیخ محمد بن عبد الوہاب بچپن ہی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف مائل تھے چنانچہ تبلیغ وارشاد کے سلسلہ میں شیخ کو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا مگر شیخ نے سب کو مردانہ وار جھیلا اور توحید کی دعوت دی۔ غیر اللہ کے سامنے سر خم کرنے، مقبروں، ولیوں سے مدد مانگنے، نیکوکار بندوں کو معبود ثانی بنانے سے روکنے کی کوشش کی۔ قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں مسنون طریقہ کے خلاف بدعتیں رائج تھیں ان کے مٹانے کو عملی قدم اٹھایا۔ بس پھر کیا تھا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور خوب مخالفت ہوئی۔ مگر تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ شیخ کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔"

پھر ص ۴۲ پر لکھا: "شیخ ایک فاضل اجل تھے، ان کا علمی پایہ بلند ہے وہ ٹھیٹھ محدثانہ طریقہ پر لکھتے ہیں، ان کا طریقہ قرآنی اور ان کی دلیلیں جز وکل حدیث سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ مولوی مسعود عالم ندوی نے شیخ کی سوانح عمری میں ان کی تصنیفات کی تعداد ۱۶ لکھی ہے اور اس کے علاوہ مختلف رسائل وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے ان تصانیف میں "کتاب التوحید" سرفہرست ہے۔"

غرض کہ جناب روحی صاحب نے تعریفوں کا ایک پل باندھ دیا ہے، ثنا وستائش کے اتنے الفاظ جمع کر دیے کہ کتب لغت میں اب باقی نہ رہے، داد نہیں دی جاسکتی قلم توڑ دیا، آپ کے نزدیک شیخ جی مذکور توحید وسنت کے معلم بھی ہیں، شرک وبدعت کے مٹانے والے بھی ہیں، امر بالمعروف ناہی عن المنکر یعنی متقی و

پرہیز گار بھی ہیں۔ فاضل اجل بھی ہیں محدث بھی ہیں اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں۔ اور کیا جانے کیا کیا ہیں۔

اس کے بعد جناب روحی صاحب نے زیر عنوان (شیخ اور ان کی جماعت پر اتہامات والزامات) ان لوگوں پر نکتہ چینی کی ہے۔ جنھوں نے ابن عبدالوہاب نجدی کی زبوں حالی اور بد اعتقادی پر روشنی ڈالی۔ آپ کہتے ہیں۔

''شیخ کو بدنام کرنے کے لیے اور ان کی دعوت توحید وسنت کو ختم کرنے کے لیے مصری وترکی اور انگریزی حکومتوں نے ان کو خوب بدنام کیا اور ایک الگ مذہب اور گمراہ جماعت بنانے کی کوشش کی بلکہ ہر اسلامی تحریک کو جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو، اس کو وہابی کے نام سے موسوم کر دیا یہ کام ترکی مصری اور انگریزی حکومتوں کے تنخواہ دار مولویوں اور پیروں نے انجام دیا، اس میں سب سے پہلا نام سلیمان بن سحیم کا ہے۔''

پھر چند اور نام لکھ کر لکھا: ''جنھوں نے حکومتوں کے ایجنٹ ہونے کی حیثیت سے اپنی کتابوں میں گالیوں اور افترا پردازیوں کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ یہ بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ علامہ شامی نے نجدیوں کو باغیوں میں شمار کیا۔''

پھر علامہ شامی کی عبارت اور اس کا ترجمہ لکھ کر کہا۔

''شامی کی اس عبارت کو رضا خانی علماء بڑے فخر سے اپنے رسالوں میں نقل کرتے ہیں اور اس وقت ہمارے پیش نظر دو رسالے ہیں۔

(۱) تھافت الوہابیہ جو مولوی مفتی عبدالحفیظ ساکن آنولہ ضلع بریلی مشہور بہ مفتی آگرہ کا لکھا ہوا ہے۔''

پھر لکھا: ''مگر ان کو کیا معلوم کہ ابن عابدین شامی نے حکومتوں کے اثر سے ان غریبوں کو بدنام کیا اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے ایک دنیا

سنبھالی، برا ہو اس دنیا پرستی اور سنہری سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے۔''

پھر لکھا: ''شامی کے بعد احمد زینی دحلان کا نمبر آتا ہے جس نے اس جماعت کو سب سے زیادہ بدنام کیا ہے اس شخص کو تو اس جماعت سے خدا واسطے کا بیر ہے۔''

اس کے بعد زیر عنوان (نجدیوں کے ظلم بیان کردہ کتاب سیف الجبار) حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سیف الجبار سے وہ عبارت نقل کی جس میں نجدی کی زبوں حالی اور بد اعتقادی اور اس کے فتنے اور فساد قتل اہل اسلام ونہب اموال کا ذکر ہے۔

پھر اس کے بعد حضرت نوری میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی مدظلہ کی کتابوں سے وہ عبارتیں جو نجدی کے خبث اعمال وعقائد کو بتارہی ہیں نقل کیں اس کے بعد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا۔

''ہم نے ان اقتباسات میں قصداً مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کسی کتاب کا اقتباس نہیں دیا، اس سلسلہ میں صرف اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ ان مولانا صاحب کی ہر کتاب ہر رسالہ ہر فتویٰ اور ہر تحریر وتقریر میں وہابیوں نجدیوں کو کافر مشرک، گردن زدنی، سوختنی، ڈاکو خائن بدمعاش اور نہ جانے کیا کیا لکھا ہے جو سرتاپا غلط ہے۔''

اقول: حضرت علامہ شامی اور حضرت دحلان اور حضرت مولانا فضل رسول

صاحب اور حضرات مارہرہ مقدسہ سے لے کر اس فقیر عبد الحفیظ تک نجدی کے متعلق جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے فتنے برپا کیے، مسلمانوں کو مشرک و کافر بنایا اور اس طور سے بنام جہاد اس نے قتل کیا، حرمین طیبین پر چڑھائی کی، وہاں کے علماء سادات کو شہید کیا، مالوں کو لوٹا اور غنیمت بنایا، بداعتقادی پھیلائی، چند مخصوص عقیدے ایجاد کیے، ان عقیدوں کے خلاف سب مسلمانوں کو مشرک کہا، انبیاء اولیا کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی، کھلے ہوئے کافروں مشرکوں یہود و نصاریٰ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ ساری قوت جہاد مسلمانوں پر ختم کی۔

فیصلہ کا بہترین طریقہ

جناب روحی صاحب۔ آپ نے نجدی کی ثنا و صفت بیان کی، بڑھایا، چڑھایا، اور علمائے اہل سنت نے زبوں حالی و بداعتقادی ظاہر کی۔ اب یہ فیصلہ کیسے ہو کہ کون صحیح کہتا ہے کون غلط، کس نے اس کی واقعی تاریخ قلمبند کی اور کس نے غیر واقعی، آپ نے علمائے اہل سنت پر الزام لگائے وہ صحیح درست ہیں یا جو علمائے اہل سنت نے نجدیوں پر الزام لگائے وہ درست ہیں۔

اس بحث و تمحیص میں کہ تاریخ یہ صحیح ہے جو آپ نے لکھی یا وہ صحیح ہے جو علماء اہل سنت نے لکھی بڑی الجھن پیدا ہو گی اور بات ختم نہ ہونے پائے گی، آپ اپنی کہتے رہیں گے اور ہم اپنی، اس لیے اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم آپ ہی کے مسلمات سے فیصلہ کریں تا کہ آپ کو چون و چرا کا موقعہ نہ ملے بلکہ آپ دم بخود ہو جائیں اور بغیر تسلیم کیے آپ کو چارہ نہ ہو۔ فرمایئے جناب روحی صاحب یہ مناسب ہو تا کہ آپ کی زبان اور آپ کی تحریر خود فیصلہ کر دے۔ سنئے۔

آپ نے اسی اپنے رسالہ میں علماء و فضلاء دیوبند کی بھی مدح سرائی فرمائی ہے اور ان کی جناب میں اپنا حسن اعتقاد ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے زیر عنوان

(فضلاء دارالعلوم دیوبند) لکھا ہے۔

''علم وعمل کی سادگی، بے تکلفی، جفاکشی، امر بالمعروف نہی عن المنکر اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ غرض دارالعلوم کی آغوش تعلیم وتربیت سے چودہ ہزار سے زائد علماء وفضلاء پیدا ہو چکے ہیں جو اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لیے دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے قندیل روشن کیے ہوئے ہیں ان میں صاحب درس وافتا بھی ہیں اور مصنف ومبلغ بھی، امراض روحانی کے معالج بھی ہیں اور امراض جسمانی کے طبیب بھی، واعظ بھی اور ادیب بھی ہیں الخ''

اس کے بعد آپ نے انھیں اوصاف سے متصف فضلائے دیوبند کے ناموں کی ایک فہرست بھی لکھ دی ہے جس میں آپ نے مولوی سید احمد حسن صاحب امروہوی، مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی، مولوی حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مہتمم دارالعلوم، مولوی عزیز الرحمان صاحب مفتی دارالعلوم، مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، مولوی محمد انور صاحب کشمیری، مولوی حسین احمد صاحب (مدنی) کے نام تحریر کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے۔

''جیسے علماء جو آفتاب علم کے آفتاب وماہتاب ہیں، اسی درس گاہ کے فیض یاب اور اسی مے خانہ کے جرعہ نوش ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو اپنے علم وفضل، درس وتدریس، رشد وہدایت، دعوت تبلیغ، سیاسی قیادت اور تصنیفی اور صحافتی کمالات کے باعث اسلام سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔''

جب آپ نے اپنے قلم سے ان کے فضل وکمال پر یہ شاندار خطبہ لکھا تو آپ کے ممدوح معتمد علیہ اور مستند ومسلم ہوئے، آپ کی تحقیق کے مطابق آپ کے تسلیم شدہ یہ صاحبان، صاحبان افتاء بھی ہیں اور مرشد وہادی بھی ہیں علم کے آفتاب و

ماہتاب بھی ہیں، امراض روحانی کے معالج بھی ہیں تو آپ ضرور ان کے فتوے اور تحقیقات کے قائل و معتقد ہوں گے اور سر جھکا کر مان لیں گے سنئے۔ ان حضرات نے آپ کے ممدوح فاضل شیخ مجاہد نجدی کے متعلق کیا لکھا ہے، ذرا کان کھول کر سنئے، اور آنکھ کھول کر دیکھیے،

جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی

اپنی کتاب التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ مہند مطبوعہ ہلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع سہارن پور میں ابن عبد الوہاب نجدی سے متعلق سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

''ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے خوارج ایک جماعت شوکت والی ہے جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان اور مال کو حلال سمجھتے تھے ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں (آگے لکھتے ہیں) ان کا حکم باغیوں کا ہے (پھر لکھا) اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہو گئے اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتلاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انھوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ (ص ۱۳)''

جناب روحی صاحب۔ اس کتاب پر اور اس جواب پر جناب مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی (جنھیں یہ لوگ شیخ الہند کہتے ہیں) کے اور جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے اور جناب مولوی سید احمد حسن صاحب امروہوی کے اور

جناب مولوی عزیز الرحمان صاحب کے اور جناب مولوی حبیب الرحمان صاحب کے دستخط اور تصدیقات ہیں، یعنی یہ سب اسی مضمون کے جو نجدی کے خلاف ہے۔ موید ہیں۔

جناب مولوی حسین احمد صاحب

جن کو یہ لوگ مدنی اور اس وقت کا شیخ الاسلام کہتے ہیں جو دار العلوم کے شیخ الحدیث ہیں اور آپ کے مسلم بھی ہیں اپنی کتاب شہاب ثاقب مطبوعہ قاسمی پریس دیو بند میں لکھتے ہیں۔

"صاحبو۔ محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ وعقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت کا شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی وبے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کے تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا، اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔" (ص ۵۰)

پھر اس کے عقائد باطلہ نمبر وار گنائے گئے جو حسب ذیل ہیں:۔

"(۱) محمد ابن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا، ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کی حیات ہے تو وہ ہی حیات برزخ ہے جو آحاد امت کو ثابت ہے۔

(۳) زیارت رسول مقبول ﷺ و حضوری آستانہ شریف و ملاحظۂ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ کہتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع بتاتا ہے لاتشد الرحال الا الی ثلثة مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ میں پہنچاتے ہیں، اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لاتے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(۵) وہابیہ خبیثیہ کثرت صلوٰۃ والسلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور

قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے درود بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔"

"صاحبان آپ حضرات کے سامنے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ذکر کر دیئے گے۔ جن میں وہابیہ نے حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جب کہ انھوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین کے حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کر دیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں۔" (از ص ۵۱ تا ص ۸۳)

جناب مولوی محمد انور صاحب کشمیری

سابق شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مقدمہ فیض الباری میں لکھتے ہیں۔

"اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فانه کان رجلا بلیداً قلیل العلم فکان یسارع الی الحکم بالکفر۔"

اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا اور اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے کوئی باک نہ تھا۔

جناب روحی صاحب ذرا موٹے حرف دکھانے والا چشمہ لگا کر اپنے معتمد و مسلم اپنے پیش کردہ اپنے ممدوح علماء وفضلائے دیوبند کے یہ بیانات پڑھیے اور دیکھیئے کہ آپ کے اس مقتداء و پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی (جس کی مدح وثنا میں آپ نے ۳۶ صفحہ سے لے کر ۵۸ صفحہ تک سیاہ کیے ہیں) کے متعلق کس قدر سخت و درشت کلمات لکھے ہیں اور کس طرح اس کی زبوں حالی اور بد اعتقادی کو صاف صاف اردو میں بتایا ہے۔

(۱) آپ نے لکھا کہ ابن عبدالوہاب نے دعوتِ توحید و سنت دی لیکن آپ کے مسلم عالم مولوی حسین احمد نے کہا کہ وہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا

اور تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتا تھا۔

(۲) آپ نے لکھا کہ اس نے جزیرہ کے قلب میں حضور کی تعلیمات اصلی صورت میں جلوہ گر کیں۔ آپ کے معتمد مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا کہ وہ ہمارے نزدیک خارجی ہے اور مولوی حسین احمد صاحب نے لکھا کہ وہ ظالم، باغی، خونخوار، فاسق، فاجر، شقی القلب، خبیث اور لٹیرا ہے۔

(۳) آپ نے لکھا کہ اس کا علمی پایہ بلند تھا اور قرآن وحدیث کی بات کہتا تھا آپ کے معتمد مولوی انور شاہ صاحب نے لکھا کہ وہ جاہل اور پلید یعنی غبی اور بیوقوف تھا، اور مسلمانوں کو کافر بنانے میں اسے باک نہ تھا

جناب روحی صاحب آپ نے جن کلمات میں نجدی کی مدح فرمائی اسی کے بالکل خلاف آپ کے فضلائے دیوبند نے ظالم، فاسق، باغی، خونخوار، خارجی، خبیث، شقی القلب مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے والا، شان نبوت میں گستاخی کرنے والا مسلمانوں کا موذی پلید قلیل العلم، عقائد باطلہ رکھنے والا جیسے الفاظ سے یاد کیا۔

فرمایئے آپ کے خلاف آپ کے مسلم فضلائے دیوبند نے نجدی وہابی کے متعلق اس کے زبوں حال اور بد اعتقاد ہونے کا فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ کو قبول کرنے سے آپ کو انکار تو نہ ہوگا اور نجدی وہابی کی مدح سرائی واپس لے لیجئے گا۔ فرمایئے آپ کے خلاف فضلا نے فیصلہ دیا تو آپ کو ندامت وخجالت ہوئی یا نہیں۔ ذرا اپنی روح کو مضبوط تھام لیجئے گا کہ کہیں فرط خجالت و شرمندگی سے پرواز نہ ہو جائے، اپنے ہاتھوں پر قابو رکھے گا کہ کہیں دانتوں تک نہ پہنچ جائیں۔

اور دیکھیے! کہیں اپنے علماء وفضلا کے متعلق نہ کہہ دیجئے گا کہ ان لوگوں نے شیخ پر اتہام والزام لگایا۔

جناب روحی صاحب فرمایئے کہ علمائے اہل سنت از حضرت علامہ شامی و حضرت علامہ دحلان و حضرت مولانا فضل رسول صاحب تا ایں فقیر نے نجدی کے متعلق جو کچھ لکھا، وہی ہے نا جو آپ کے فضلا دیو بند نے لکھا، بلکہ آپ غور کریں تو ان سے کہیں زائد اور مفصل آپ کے فضلا نے لکھا۔

روحی صاحب آپ نے حضرات اہل سنت کو اتہام و الزام لگانے والا بتایا حالانکہ جو انھوں نے لکھا وہ ہی آپ کے فضلاء نے لکھا تو آپ یہاں اپنے فضلاء کو بھی اتہام اور الزام لگانے والا بتائیں گے۔ آپ نے سب سے پہلے علامہ شامی پر حملہ کیا کہ انھوں نے فتاویٰ شامی میں نجدی کے خلاف زہر اگلا مگر آپ نے دیکھا کہ آپ کے مسلم مولوی خلیل احمد نے خود علامہ شامی کا حوالہ دے کر اور مولوی محمود حسن صاحب، مولوی اشرفعلی صاحب وغیرہ نے تصدیق کر کر علامہ شامی کے قول کی تصدیق کر دی، اور مولوی حسین احمد صاحب نے تو صاف صاف وہی لکھ دیا، جو علامہ شامی نے لکھا، فرمایئے علامہ شامی کا حوالہ دے کر یہ سب بھی رضا خانی مولوی ہو گئے آپ نے علامہ شامی کے متعلق یہ چبتا ہوا جملہ کہا "ابن عابدین شامی نے حکومت کے اثر سے ان غریبوں کو بدنام کیا اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے اپنی دنیا سنبھال لی، برا ہو اس دنیا پرستی اور سنہری سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے۔"

فرمایئے جناب روحی صاحب یہ آپ کے مسلم فضلاء نے بھی تو وہ ہی لکھا ہے۔ جو علامہ شامی نے تو آپ کے فضلا نے بھی حکومت کے اثر سے ان غریبوں کو بدنام کیا اور ان کے خلاف تمام فضلائے دیو بند نے متحدہ محاذ بنا لیا اور دنیا سنبھالی۔ دنیا اور سنہری سکوں کے عوض انھوں نے نجدیوں کو دل کھول کر قلم چلا کر بدنام کیا۔ کیا فرماتے ہیں جناب روحی صاحب۔

جناب روحی صاحب۔ آپ نے زیر عنوان (ترکی اور مصری اور انگریزی حکومتوں سے ٹکراؤ) لکھا:۔

''اس طرح ترکی، مصری اور انگریزی پروپیگنڈے سے یہ حق والی جماعت بدنام ہوئی، ترکی اور مصری حکومتوں نے تنخواہ دار مولوی اور پیر فراہم کیے اور ان کے خلاف الزامات واتہامات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔''

فرمایئے آپ کے فضلائے دیوبند مولوی خلیل احمد صاحب، مولوی محمد حسین صاحب مولوی اشرفعلی صاحب، مولوی عزیز الرحمان صاحب، مولوی حبیب الرحمان صاحب، مولوی انور شاہ صاحب، مولوی حسین احمد صاحب بھی انگریزی، مصری اور ترکی حکومتوں کے تنخواہ دار مولوی اور پیر تھے جو نجدیوں کے خلاف ہوئے اور ان کی زبوں حالی اور بداعتقادی کو طشت ازبام کیا اور اتہام والزام لگائے، کیا ہندوستان میں ترکی ومصری وانگریزی اقتدار کا اثر ان فضلاء دیوبند پر بھی ہوا جیسا کہ علامہ شامی اور علامہ دحلان پر ہوا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حد ہوگئی غلط گوئی اور افترا کی۔

اور یہ تو فرمایئے کہ نجدیوں کے خروج کے زمانہ میں حجاز میں مصری وترکی اثر تو تھا، مگر آپ کے انگریز وہاں کب تھے جو ان کو بھی سان لیا یا یوں ہی مسلمانوں کے بھڑکانے کے لیے انگریزوں کا نام لے دیا۔

جناب روحی صاحب آپ نے قسم کھالی ہے کہ ایک بات بھی صحیح نہ لکھوں گا آپ نے نجدی کے متعلق جو کچھ مدح سرائی کی وہ سرتاپا غلط ٹھہری، صحیح تاریخ وہی ہے جس کو علمائے اہل سنت نے قلم بند کیا، جس کی تائید وتصدیق لفظ بہ لفظ آپ کے فضلائے دیوبند نے کی۔

جناب روحی صاحب آپ نے آخر میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا کہ ان کا کوئی فتویٰ، کوئی تحریر خالی نہیں جس میں نجدی کو وہابی، ڈاکو، خائن، بدمعاش وغیرہ نہ کہا ہو۔ اگر کہا تو کیا غلط کہا جیسا تھا ویسا کہہ دیا۔ ان کا کہنا تو آپ کے جگر کے پار ہوگیا، دکھ ہوا، درد ہوا، مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کے ممدوحین فضلاء دیوبند نے کیا کچھ کم کہا ہے، ان کے الفاظ ان کی عبارتوں میں دیکھئے۔ ظالم، باغی، خونخوار، فاسق، شقی القلب، لٹیرا، وہابی، خبیث، پلید، خارجی، کافر و مشرک گر، گستاخ بے ادب سب ہی کچھ کہہ ڈالا، کیا کہیے گا اپنے فضلاء دیوبند کو۔

جناب روحی صاحب ایک قول کے دو قائل ہوں، ایک مضمون کے دو قائل ہوں تو ایک کو مطعون کرنا، ملزم قرار دینا، دنیا پرست، سنہرے سکوں کا حاصل کرنے والا بتانا، ترکی و مصری و انگریزی حکومتوں سے متاثر کہنا، خدا واسطے کا بیر ٹھہرانا، اور دوسرے کو صاحب رشد و ہدایت بتانا آفتاب و ماہتاب علم کہنا، اسلام کی قندیل روشن کرنے والا کہنا، امراض روحانی کا معالج ماننا۔ مفتی و واعظ اسلام کا خطاب دینا۔ یہ کون سا انصاف ہے۔ کون سی دیانت ہے۔ ذرا آئینہ میں اپنا منہ دیکھئے اور وجہ فرق بتلائیے۔

جناب روحی صاحب۔ آپ نے علمائے اہل سنت کا ذکر کیا تو ایسے بھونڈے انداز میں اور ایسے گرے ہوئے جملوں میں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب آپ کے شاگرد اور آپ سے سبق پڑھے ہوئے ہیں۔ آپ کی درس گاہ کے طالب علم ہیں۔ آپ کا منشا صرف یہ ہے کہ پڑھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہ لوگ کوئی صاحبان علم و فضیلت نہیں، معمولی قسم کے لوگ ہیں۔ آپ نے یہ انداز اختیار کر کے ایک تو مسلمانوں کا دل دکھایا دوسرے دھوکہ دیا۔

سنیے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ وہ علم و فضل رکھتے ہیں کہ ملک شام کے مفتی

کہلاتے ہیں۔ فتاوی شامی ان کی کتاب حنفیہ کے یہاں معمول تھا حنفیوں کا کوئی دارالعلوم کوئی مدرسہ ایسا نہیں جہاں فتاوی شامی پر عمل نہ ہوتا ہو، آخر آپ کے فضلائے دیوبند نے بھی اسی کا حوالہ دیا اور سند میں پیش کیا۔

حضرت علامہ زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ۔ حرم محترم مکہ معظمہ کے مفتی ہیں۔ جنھوں نے مذہب شافعی اور مسلک اہل سنت کی بہترین خدمات انجام دیں اور انھیں کی کتاب الدرر السنیہ کے مضامین کا ترجمہ آپ کے معتمد مولوی حسین احمد صاحب نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں لکھا:۔

''حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بعد مرتبہ رکھتے ہیں آپ استاذ الہند حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی کے ہم عصر ہیں، آپ نے عقائد میں ایک کتاب لکھی المعتقد المنتقد جس کی تقریظ مولانا فضل حق خیر آبادی نے فرمائی، جس میں حضرت بدایونی کو عالم تبحر، فاضل اہل سنت، امام وقت جیسے شان دار کلمات سے یاد فرمایا، ظاہر ہے کہ حضرت مولانا فضل حق، خیر آبادی جس کی تعریف کریں اس کی شان کس قدر بلند ہوگی۔''

حضرات علمائے مارہرہ شریف رحمتہ اللہ علیہم ہندوستان کے باوقار وذی علم خاندانوں سے ایک خاندان سے منتسب ہیں۔ سادات کرام ہیں۔ حضرت غوث پاک کی اولاد ہیں، طریقت وشریعت کے جامع ہیں مقتدائے اہل سنت ہیں، لاکھوں انسان اس خاندان سے علمی وروحانی فائدے حاصل کرتے ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بے مثل فقیہ تھے۔ علوم منطق وفلسفہ کے ماہر تھے۔ جناب مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری کے شاگرد رشید تھے۔ مدتوں اجمیر شریف کے مدرسہ عالیہ میں

صدر مدرس رہے، سینکڑوں علماء ان کے شاگرد ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اپنی خدمات میں مشغول ہیں۔ جناب مولانا غلام جیلانی صاحب مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں صدر مدرس ہیں۔ جناب مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب دارالعلوم مبارک پور کے صدر مدرس ہیں، جناب مولانا شمس الدین صاحب جونپوری مدرسہ منظر الحق ٹانڈہ کے صدر مدرس ہیں۔ جناب مولانا رفاقت حسین صاحب بہاری مدرسہ احسن المدارس کانپور کے صدر مدرس ہیں۔ جناب مولانا سردار احمد صاحب گورداسپوری ناظم وصدر مدرس جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور پاکستان ہیں۔ جناب مولانا ارشد القادری صدر مدرس مدرسہ فیض العلوم ٹاٹانگر ہیں۔ جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب اڑیسوی صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا تو کہنا ہی کیا جن کے علم کا ڈنکا عرب وعجم میں بج چکا ہے جنھوں نے وہابیت و دیوبندیت کو موت کے گھاٹ اتارا، ایک ہزار سے زائد رسائل وکتب کے مصنف علم دین کے سوا جغرافیہ، ہیئت، جفر، منطق وفلسفہ ریاضی کے ماہر عالم جنھیں تمام عرب نے اس زمانہ کا مجدد تسلیم کیا ان کی شان میں کلمات مدح وثنا تحریر کیے جن سے اکثر علما عرب وفضلائے حرم محترم نے سندیں لیں۔

جناب روحی صاحب آپ نے ان حضرات پر نکتہ چینی کی، طرح طرح کے الزام لگائے، آپ کا یہ انداز اہل نظر وفکر کے نزدیک کوئی قابل تحسین نہیں۔ جناب روحی صاحب آپ اور ان حضرات پر نکتہ چینی، حالانکہ آپ علم عربی سے کورے دینیات سے بے بہرہ کیا صرف پروفیسر ہونے سے بڑھ گئے، جو آپ نے ان کو معمولی افراد سمجھا اور طعنہ زنی کی، آپ جیسے سینکڑوں پروفیسر تو ان حضرات کے کفش بردار ہیں، ریزہ خوار ہیں، آپ ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی

حیثیت کے بھی برابر نہیں، انسان کو اپنا منہ اپنا وزن، اپنی حیثیت دیکھ کر زبان سے بات نکالنا چاہیے۔

جناب روحی صاحب پاکستان پہنچ کر وہابیت کی مدح سرائی اور علمائے اہل سنت پر طعنہ زنی سے آپ کچھ وہابیت کو تو بڑھا نہیں سکتے، سنت کو مٹا نہیں سکتے، ہاں یہ ممکن ہے کہ بڑوں کی ٹوپی اچھالنے سے آپ کچھ مشہور ہو جائیں پاکستان کے وہابی آپ کو جاننے لگیں، دعوتیں آئیں، جلب منفعت کا سبب بنیں، اور آپ اپنی دنیا سنبھال لیں، اور اسی کی آپ کو ضرورت بھی ہے اس لیے کہ آپ خود گھر کے دولت مند تو ہیں نہیں یہاں آگرہ ہی میں آپ کی اقتصادی حالت نازک تھی بہتوں کے آپ قرضدار ہو کر گئے، ان کے مطالبے آپ کے سر پر ہیں۔ پاکستان پہنچنے کے بعد اس کی ضرورت زیادہ ہوئی۔ اسی واسطے یہ رسالہ تحریر میں آیا کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی طرح کچھ کام چلے گا، جیب پر ہوگی، ہاتھ گرم ہوں گے روزگار چلے گا۔ بہر حال وہابیت کی مدح سرائی۔ آپ کے لیے مفید ضرور ہوگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

جناب روحی صاحب۔ ذرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نجدی کی زبوں حالی و بد اعتقادی کے متعلق یہ پیشین گوئی جس کو امام بخاری نے روایت فرمایا ہے۔ سن لیجیے۔

حضور نے ملک یمن اور شام کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ صحابہ نے نجد کے لیے بھی عرض کیا حضور نے فرمایا۔ **ھناک الزلازل والفتن و بھا یطلع قرن الشیطان** ۔ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہاں نکلے گا۔

فرمایئے اس پیشین گوئی کا مصداق ابن عبد الوہاب کے سوا اور کوئی ہے علمائے اہلسنت اور آپ کے فضلائے دیوبند نے جو اس کے زبوں حالی کی تاریخ

قلمبند کی اس کی تائید حضور کی یہ پیشین گوئی کر رہی ہے یا نہیں۔ اس سے فتنے برپا ہوئے یا نہیں۔ شیطانی حرکات کا اس سے ظہور ہوا یا نہیں۔ اگر اس پیشین گوئی کا مصداق نہیں ہے، تو بتایئے کہ ان تیرہ سو برس میں نجد میں کون ایسا پیدا ہوا جو پورا پورا اس پیشین گوئی کا مصداق ہو۔

افسوس صد افسوس کہ حضور تو اس کے قرن الشیطان ہونے کی خبر دیں زلزلے اور فتنے والا بتائیں اور آپ اس کو داعی الی التوحید والسنۃ فاضل اجل شیخ الاسلام امر بالمعروف ناہی عن المنکر کہیں، آپ کو شرم آنی چاہیے۔

حضور اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک مرد تمیمی بولا کہ انصاف سے تقسیم کیجیے، حضور نے فرمایا میں انصاف نہ کروں گا تو روئے زمین پر کون انصاف کرنے والا ہوگا، ایک صحابی نے اس کی اس گستاخی پر قتل کی اجازت چاہی، حضور نے فرمایا۔ ''اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی، جو قرآن پڑھے گی مگر مقبول نہ ہوگا وہ دین اسلام سے ایسے کورے ہوں گے جیسے تیر شکار سے صاف نکلتا ہے یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔'' (بخاری شریف)

جب ابن عبدالوہاب کا نسب دیکھا جاتا ہے تو اسی مرد تمیمی کے قبیلہ بنی تمیم سے ملتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ پیشین گوئی سے ابن عبدالوہاب اور اس کی جماعت مراد ہے، اور پیشین گوئی کے یہ الفاظ تو ملاحظہ فرمایئے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے نہ بولیں گے۔ فرمایئے آپ کے فضلاء دیوبند کے بیان کے مطابق کہ انھوں نے بتایا کہ نجدیوں نے مسلمانوں کو شہید کیا، حرمین شریفین کے علماء کو قتل کیا۔ یہ پیشین گوئی نجدیوں پر پوری پوری صادق آئی یا نہیں۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ ان تیرہ سو برس میں ابن عبدالوہاب کے سوا کون ایسی جماعت

پیدا ہوئی، جس نے مسلمانوں کو قتل کیا حرمین طیبین پر چڑھائی کی۔

افسوس کہ جس کو آپ مجاہد اسلام کہیں، اس کی مدح کے گیت گائیں، اس کا جہاد صرف یہ کہ مسلمانوں کو قتل کیا، ان کا مال لوٹا، اس کو مجاہد اسلام کہتے آپ کو حیا نہیں آتی۔ روحی صاحب ذرا تاریخ سے ثابت تو کیجئے کہ آپ کے مجاہد اسلام نے کتنے بت پرستوں کے ساتھ جنگ کی، کتنوں کو مارا اور کتنے یہود ونصاریٰ سے لڑے۔

افسوس ہزار افسوس آپ کی ذہنیت پر کہ آپ نے نجدی کی اتنی طرفداری کی ایسا سراہا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف بھی قدم اٹھایا اور حضور کی پیشنگوئی کے خلاف بھی راہ چلے۔

جناب روحی صاحب یاد رکھئے کہ یہ آپ کا قلم اور آپ کی دوات اور آپ کا کاغذ اور آپ کے لکھے ہوئے نقوش وحروف آپ ہی کے خلاف میدان قیامت میں گواہی دیں گے کہ اے رب ذوالجلال والجبروت اس پروفیسر نے دنیا کی متاع اور سنہری روپہلی سکوں کی وصول تحصیل کی خاطر نجدی کی مدح سرائی کی نہ اس نے علماء اہل سنت کی مانی نہ اپنے فضلاء دیوبند کی بلکہ نہ حضور کی پیشنگوئی کی پروا کی۔

اور کیوں جناب روحی صاحب آپ نے اپنی ذہنیت کے ثبوت میں جو چیز پیش کی وہ مولوی مسعود عالم ندوی کی لکھی ہوئی تاریخ پیش کی تو آپ کے مسعود عالم کوئی قطب وقت ہیں، ابن خلدون زمانہ ہیں۔ مولوی خلیل احمد صاحب اور مولوی محمود حسن صاحب اور مولوی اشرفعلی صاحب اور مولوی انور شاہ صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب سے علم میں فضل میں تاریخ دانی میں حالات نجدی کے جاننے میں بڑھ چڑھ کر ہیں جو ان کی لکھی ہوئی بات مان لی جائے اور ان فضلاء دیوبند کو اس بحث کے سلسلہ میں نظر انداز کر دیا جائے، بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک

معمولی شخص کی لکھی ہوئی تاریخ پر اتنا اعتماد کہ اس کو سند میں پیش کیا جائے اور فضلائے دیوبند کے لکھے ہوئے کو غیر معتبر مانا جائے، جناب روحی صاحب وضع کی پابندی کیجئے دردر نہ پھریئے ورنہ نہ گھر کے رہئے گا نہ گھاٹ کے۔

جناب روحی صاحب آپ نے علامہ دحلان پر الزام لگایا کہ جب ہندوستان میں انگریز کی حکومت قائم ہو رہی تھی اور مسلمان جہاد کے نشہ میں تھے اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر ہندوستان کو انگریزوں کے منحوس قبضہ سے بچانے کی فکر میں تھے اس وقت ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا اور انگریز کا ساتھ دیا۔

جناب روحی صاحب فتویٰ کے نوک پلک کا سمجھنا تو آپ کے علم سے کوسوں دور ہے آپ کیا جانیں کہ دارالحرب کسے کہتے ہیں اور دارالاسلام کسے اور کب دارالحرب ہوتا ہے اور دارالاسلام دارالحرب، یہ ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے اور آپ کے سامنے یہ تحقیق رکھنا ایسا ہی ہے جیسے بھینس کے سامنے بین بجانا۔

مگر آپ کو میں بتاؤں کہ اس وقت فرنگی محل لکھنؤ کے علماء میں سے جناب مولانا عبدالحی صاحب نے بھی تو یہ ہی فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

”مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در بضہ نصاریٰ اند دارالاسلام ہستند وشروط بودن دارالحرب دراں موجود نیستند اگرچہ دراں نہا احکام کفرہ جاری اند، مع ہذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول وارکان اسلام جاری اند“۔ (مجموعہ فتاویٰ ج ۱)

علامہ دحلان تو مکہ میں تھے، ان کو انگریزوں سے کیا واسطہ، مگر مولانا عبدالحی صاحب تو ہندوستان ہی میں تھے، کہے کہ انھوں نے بھی انگریزوں کا ساتھ دیا کہ دارالاسلام بنا کر مسلمانوں کو جہاد سے روک دیا، اور آپ کے فضلاء دیوبند کے

مقتدائے دوم معلم ثانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے بھی تو ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ نہ دیا اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

''ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں علمائے حال مختلف ہیں، اس میں بندہ فیصلہ نہیں کرتا'' (فتاوی رشیدیہ)

فرمایئے انھوں نے بھی ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ نہ دے کر انگریزوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کو جہاد کرنے سے ٹھنڈا کر دیا۔ فرمایئے کہ یہ الزام صرف علامہ دحلان ہی پر رہا یا مولانا عبدالحی صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی پر بھی آیا، افسوس ہے آپ کی ذہنیت پر۔ خداوند تعالیٰ آپ کو ہدایت دے، اور وہابی، نجدیوں کے پھندے سے نکالے۔ آمین

جناب روحی صاحب، آپ اور آپ جیسے دس بیس سو دو سو ہزار دس ہزار لاکھ، دس لاکھ اور اس سے بھی زائد اکٹھے ہو جائیں، اور ابن عبدالوہاب کی پیشانی پر اس کی زبون حالی اور بداعتقادی کا وہ لوٹا ٹیکا جو لگ چکا ہے چھاویں سے رگڑ رگڑ کر دور کرنا چاہیں تو مٹ نہیں سکتا۔ حضور کی پیشنگوئی غلط نہیں ہو سکتی وہ مفسد اور فتنہ پرور بدعقیدہ اور بقول مولوی حسین احمد صاحب، ظالم فاسق باغی خونخوار لٹیرا، خبیث، خارجی ضرور کہا جائے گا، اور آپ نے جو کچھ لکھا وہ سب غلط در غلط ہے، مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور اپنی دنیا سنبھالنا ہے۔

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی

یہ نمبر ص ۷۰ سے زیر عنوان (سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید دہلوی) شروع ہوا اور ص ۸۸ پر ختم ہو گیا ہے۔

آپ نے زیر عنوان (تحریک جہاد) سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل دہلوی کی جہادی تگ ودو پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کہتے ہیں۔

''سکھوں کے مظالم کے سلسلے میں پچھلے باب میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ اس دور میں جب کہ پنجاب میں نماز پر پابندی تھی، اذان دینا جرم تھی، ذبیحہ بند تھا مسجدوں کی بے حرمتی عام تھی، سکھوں کے ظلم حد کو پہنچے ہوئے تھے، لہذا حضرت سید احمد شہید اور مولوی اسماعیل شہید نے اس طاغوتی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور سکھوں سے مورچہ لیا''۔

پھر آپ نے لکھا: ''اور اس طرح ۱۸۳۱ء میں بمقام بالاکوٹ سید احمد شہید اور اسماعیل شہید نے اسلام کی سربلندی، دین کی سربلندی، قیام صلوٰۃ کی جدوجہد اذان سے پابندی دور کرنے کی سعی، مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے چھڑانے کے لیے اپنی جان تک قربان کردی، اس معرکہ کارزار کی تفصیلات سے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی۔ سیرت احمدی مولوی محمد جعفر تھانیسری، سیرت سید احمد شہید، مولوی ابو الحسن ندوی، ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک مولوی مسعود عالم ندوی...... اور مسلمانوں کا روشن مستقبل از مولوی طفیل احمد بنگلوری دیکھنا چاہیے۔''

بہت اچھا دیکھ لیں اور خوب دیکھ لیں اور دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ جو کچھ آپ نے لکھا صرف زور زبان اور روانی قلم ہے، نہ اسلام کی سربلندی مقصود تھی نہ کتاب وسنت کی سربلندی، نہ سکھوں سے جہاد اسلامی بلکہ صرف تبلیغ وہابیت، مذہب نجدی کی اشاعت خیر اس کا ثبوت تو ہم بعد میں دیں گے، پہلے ہم سکھوں سے جہاد کی غایت وحکمت دیکھنا چاہتے ہیں۔

بات یہ ہے

کہ جب ہندوستان پر انگریزوں کا تغلب ہوا تو ہندوستان کے صوبوں میں سخت و درشت ہیکڑ صوبے دو تھے۔ پنجاب اور سرحد، پنجاب میں سکھوں کا تغلب تھا

اور سرحد میں مسلمانوں کی قوت تھی، یہ دونوں صوبے اپنے پٹھے پر انگریزوں کو ہاتھ نہ رکھنے دیتے تھے۔ انگریز کو ان دونوں صوبوں سے سخت خطرہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ اگر یہ دونوں قبضے میں نہ آئے تو حکومت مختل ومتزلزل رہے گی، ضرورت تھی کہ پنجاب وسرحد پر ایسے لوگ متعین ہوں جو صورت وشکل میں ان جیسے ہوں اور ان کو اپنے قابو میں لائیں چنانچہ اس کام کے لیے اس نے سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل کو تاکا اور نشانہ ٹھیک لگا۔ ان دونوں کی انگریز نے مدد کی اور سکھوں اور سرحدی مسلمانوں سے ان دونوں نے جنگ کی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

جب انگریز یہاں متغلب ہو رہا تھا پنجے جما رہا تھا تو سب سے پہلے انگریز سے جہاد کرنا چاہیے تھا نہ کہ سکھوں سے۔ یہ بات قابل غور ہے بہت گہری عقل سے سوچنے کی ہے۔ مگر انگریزوں سے تو جہاد کرنے کو منع کر دیا اور عدم جہاد کا فتویٰ صادر کر دیا سنیے۔

حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲۹۶ میں ہے۔ ”کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔“

یہی واقعہ تاریخ عجیبہ محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۷۳ میں درج ہے اور سنیے اسی تواریخ عجیبہ کے صفحہ ۹۱ میں سید احمد کا یہ مقولہ درج ہے۔

’’ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں۔‘‘

جناب رضوی صاحب! یہ حوالے آپ ہی کے پیش کردہ اور مانی ہوئی تواریخ کے ہیں جن کو تسلیم کرنے میں آپ کو چون وچرا کا حق نہیں۔

پہلے تو یہ سنیے کہ آپ نے علامہ دحلان پر یہ الزام لگایا کہ انگریزوں پر عدم جہاد کا فتوی دے کر انگریزوں کا ساتھ دیا اور مسلمانان ہند کے جوش جہاد کو ٹھنڈا کر دیا فرمایئے آپ کے ہندوستان کے مجاہدین اسلام پیر ومرید دونوں نے کیسے عدم جہاد کا فتوی صادر کر دیا بلکہ یہاں تک کہہ مارا کہ جوان سے لڑے مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے لڑیں۔ فرمایئے انھوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا یا نہیں اور فرمایئے کہ وہ قوت جہاد اسلام صرف سکھوں کے لیے تھی۔ انگریزوں کے لیے نہ ہوئی۔

دوسرے یہ سنیے کہ انگریزوں سے عدم جہاد کا فتوی دینا، یقیناً انگریزوں سے دوستی کا مترادف ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ سکھوں سے جہاد کرنا اسلامی جہاد نہ تھا بلکہ انگریزوں کی دوستی کا حق ادا کرنا تھا اور سکھوں کی قوت توڑ کر انگریزوں کا پنجہ جمانا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سید صاحب اور اسماعیل کی تیاری جہاد پر انگریز خاموش رہے اور نکتہ چینی نہ کی۔ بلکہ مدد کی۔ سنیے

تواریخ عجیبہ ص ۱۸۲ میں ہے۔

’’اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے، اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی، تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ مدد نہ پہنچتی مگر سرکار

انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔"

فرمایئے جناب روحی صاحب بالکل وہ ہی بات کہ وہ سکھوں پر جہاد کا نام اسلامی جہاد تو برائے نام تھا۔ مقصود سکھوں کی طاقت کمزور کرنا اور انگریز کا تسلط قائم کرنا تھا۔

جناب روحی صاحب اور سناؤں دیکھیئے۔ حیات طیبہ ص ۳۰۲

"سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیلؒ کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرنے کو ہیں، سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے، لیفٹیننٹ گورنر صاحب نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں۔"

فرمایئے مجاہدین اسلام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ انگریز ایسے دشمن اسلام سے سکھوں پر جہاد کی اجازت چاہی جائے اور انگریز سے تعرض نہ کیا جائے اور سنیئے۔

تواریخ عجیبہ ص ۸۹

"اس وقت ہر شہر و قصبہ و گاؤں واقعہ برٹش انڈیا یعنی انگریزی عملداری واقع ہند میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ ہوتا تھا۔ (اس کے بعد لکھا) اس کے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان میں پہنچ کر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اس وقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ محمد اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی ہائی کورٹ آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی

بحال رہا۔''

فرمائیے جناب یہ سات ہزار کی ہنڈی کس نے بھیجی۔ کیا بالواسطہ یہ انگریزوں کی امداد نہ تھی۔ اور سنیے

سیرت سید احمد مولوی ابوالحسن ندوی حصہ اول ص ۱۹۰

''اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں، انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لیے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں آج انھوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمھارے مکان کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے۔ کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔''

فرمائیے جناب روحی صاحب۔ انگریز بے وقوف نہیں جو بلا کسی وجہ کے کسی کی خاطر کریں اور قافلہ کے قافلہ کو کھانا کھلائیں اور آمد آمد کا انتظار کریں۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ پھر دو تین گھنٹہ بیٹھ کر گفتگو کر کے گیا۔ یہ کیا گفتگو ہوئی۔

سید صاحب سے انگریز دوستی، خاطر، تواضع اور دو تین گھنٹہ کی رازدارانہ گفتگو صاف صاف بتا رہی ہے کہ سید صاحب حقیقۃً انگریز کا کام کر رہے تھے اس کے پٹھو بنے ہوئے تھے۔ سکھوں پر جہاد کا تو صرف نام تھا۔

اور ذرا یہ بھی سن لیجیے۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۷۰

''حضرت (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی) نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی ساکن انبیٹھہ نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں۔ مولوی عبد الحی لکھنوی و مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب رام پوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاز میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔''

جناب روحی صاحب فرمائیے۔ آپ کے مجاہد اسلام نے تو سکھوں پر جہاد کا وعظ کیا تیاری کی۔ مگر انھیں چھوڑ کر پہلا جہاد مسلمانان باشندگان یاغستان سے کیا۔ کیسے جہاد اسلامی اسی کا نام ہے کہ مسلمانوں کو قتل و غارت کیا جائے۔ تف ہے ایسے جہاد پر اور نفرین ہے ایسے مجاہد پر۔

خلاصہ یہ کہ

آپ نے سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی کی جہادی تگ و دو کو جس قدر سراہا اور انھیں مجاہدین اسلام کہہ کر چڑھایا۔ اس کی حقیقت آپ ہی کی پیش کردہ تواریخ سے لکھی گئی کہ یہ صرف سکھوں پر جہاد کا نام تھا اور انگریزوں کی حکومت کا پنجہ مضبوط کرنا تھا۔ اسی لیے اس نے روپیہ پیسہ سے مدد کی، دعوتیں دے کر کھانا کھلا کر خاطر تواضع کی اور انھوں نے بھی صاف کہہ دیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا جائز نہیں بلکہ جو انگریزوں سے لڑے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان سے لڑیں انگریزوں کی ہم رعایا ہیں۔ ان للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

شہیدین

جناب روحی صاحب آپ نے سید احمد شاہ اور اسماعیل دہلوی کو شہیدوں میں

شمار کیا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ شہید کسے کہتے ہیں۔ شہید وہ ہے جو اسلامی جہاد کے سلسلہ میں کافروں کے ہاتھ سے میدان جنگ میں مارا جائے۔

جب سکھوں سے ان دونوں کی جنگ اسلامی جنگ نہ تھی، بلکہ انگریز کی حکومت کے جمانے اور اس کو تقویت پہنچانے کے لیے تھی تو اگرچہ اس سلسلہ میں وہ سکھوں کے ہاتھ سے مارے گئے تو شہید نہ ہوئے۔ شہید کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی۔

لیکن واقعات کی چھان بین سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سکھوں کے ہاتھ سے نہیں مارے گئے بلکہ مسلمانوں نے ختم کیا یہ تو آپ کی پیش کردہ کتب تاریخ سے ثابت ہوا کہ انھوں نے مسلمانوں سے بھی جنگ کی تو کیا عجب ہے کہ مسلمانوں نے اپنے سے جنگ کرنے کی وجہ سے ختم کر دیا ہو۔

چنانچہ ہمارے نزدیک معتبر واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں جب مقام پنج تار پہنچے تو وہاں کے رئیس فتح خاں نامی نے شروع میں ان لوگوں کی بڑی خاطر تواضع کی اور یہ لوگ چند دنوں وہاں رہے لیکن ان دونوں نے وہاں کے لوگوں پر ظلم وستم شروع کیا۔ ان کو بدعقیدہ بدمذہب ٹھہرایا، بات بڑھتی گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو وہیں ختم کر دیا۔ اگر یہ واقعہ ایسا ہی ہے اور ایسا ہی ہے تو مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے ظلم وستم کی وجہ سے مارے گئے۔ تو پھر شہید کہاں ہوئے جو شہید شہید کا ایک شور بے ہنگم مچا رکھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مذہبی تگ ودو!

جناب روحی صاحب یہ تو آپ کے سید صاحب اور اسماعیل صاحب کی جہاد کی تگ ودو تھی۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ صرف انگریز نے اپنا کام نکالا اور ان کے ذریعے سکھان پنجاب اور مسلمانان سرحد پر پنجہ جمانا چاہا۔ انگریز نے ان کی مالی

امداد کی۔ دعوتوں سے خاطر تواضع کی۔ اب مذہبی تگ و دو کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے۔

آپ اور آپ کے مسعود عالم صاحب نے یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ نجدی وہابی اور اسماعیلی تحریک دونوں کا ایک جذبہ تھا۔ اور دونوں کا طریقہ کار بھی ایک ہی تھا آپ فرماتے ہیں۔

"یہ اتفاق کی بات ہے کہ دونوں کی تحریکیں ایک ہی جذبہ اور ایک ہی مقصد کے لیے وجود میں آئی تھیں اور اس وقت کے ماحول کے مطابق کم وبیش ایک ہی طریقہ کار دونوں نے استعمال کیا۔" ص ۳۷

پھر آپ نے ص ۳۷ پر لکھا

"جہاں یہ حضرات لوگوں کو اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد پر آمادہ کررہے ہیں، وہیں ان کو اسلام کی سیدھی سادی زندگی اور کتاب وسنت کے اتباع کی تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کرتے جاتے تھے، بدعت، شرک، تعزیہ، پیر پرستی اور تمام غیر اسلامی رسوم وبدعات کا قلع قمع کرتے تھے"

اس کے بعد آپ نے ان کتابوں کا ذکر کیا۔ جن کو آپ نے بزعم خود کتاب و سنت کے موافق جانا اور شرک وبدعت کا قلع قمع کرنے والا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"سید احمد اور مولوی اسماعیل شہید کی مساعی جمیلہ اور ان کی کارگزاریوں کا ذکر ہو چکا ہے، ان حضرات کی تصنیفات میں بھی وہی کتاب وسنت کی پابندی پر اور بدعات سے محترز رہنے کے احکام کا بیان ہے، مولوی اسماعیل شہید کی دو کتابیں، تقویۃ الایمان، اور صراط مستقیم، خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں کتاب وسنت کی تعلیم کو نہایت عام فہم طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ صراط مستقیم میں سید احمد صاحب کے ملفوظات ہیں، اور تقویۃ الایمان میں رد بدعت و

شرک ہے۔'' ص ۸۰

یہ تو آپ نے تسلیم کرلیا کہ تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل کی کتاب ہے اور یہ بھی آپ نے مان لیا کہ جو کچھ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے، وہی اسماعیل دہلوی کا مذہب ہے اور اسی کی اشاعت کرتے رہے اور یہ بھی آپ نے تسلیم کرلیا کہ جو محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی تحریک کے جذبے اور رجحانات تھے۔ وہ ہی اسماعیل دہلوی کی تحریک میں موجود ہیں اور دونوں کا طریقہ کار ایک ہی ہے۔ اور یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نجدی وہابی کی تحریک صرف اپنے مخصوص وہابیانہ عقائد کی تبلیغ تھی، جن عقائد کو اس نے کتاب التوحید میں جمع کر دیا اور کتاب التوحید اس کی کتاب ہونا آپ نے تسلیم کر لی تو ان مقدمات کے مسلم ہو جانے کے بعد لازمی نتیجہ یہی نکلا کہ ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے مذہبی تگ و دو میں صرف وہابیت کی تبلیغ کی۔ عقائد وہابیہ، خیالات نجدیہ کی اشاعت کی۔

ثبوت ملاحظہ ہو

ثبوت یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان بالکل ترجمہ ہے کتاب التوحید کا جو عقائد اس میں درج ہیں وہ ہی تقویۃ الایمان میں ہیں۔ دونوں کی ترتیب ایک دونوں کے ابواب ایک۔ دونوں کے عقائد ایک۔ ملاحظہ فرمایئے۔ کتاب التوحید عربی کا ترجمہ تقویۃ الایمان کی اردو میں۔

کتاب التوحید:۔ اعلم ان الشرک قد شاع فی هذا الزمان۔

تقویۃ الایمان:۔ اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے۔

کتاب التوحید:۔ فان تری عامة مومنی هذا الزمان مشرکا۔

تقویۃ الایمان:۔ اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں

کتاب التوحید:۔ فواحد بعید النبی و متبعه حیث یعتقدهم شفعائه

و اولیائه و هذا قبح انواع الشرک.

تقویۃ الایمان:۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر بھی پوجے وہ بھی مشرک ہے۔

کتاب التوحید:۔ ان من اعتقد النبی وغیرہ ولیه فهو و ابو جهل فی الشرک سواء

تقویۃ الایمان:۔ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گی کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

کتاب التوحید:۔ وھذا الاعتقاد شرک سواء کان من نبی او ولی اوملک اوجنی اوصنم اووثن و سواء کان یعتقد حصوله له بذاته اوبا علام اللہ تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکا۔

تقویۃ الایمان:۔ سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

کتاب التوحید:۔ فمن قال یارسول اللہ اسئلک الشفاعة یا محمد ادع اللّٰہ فی قضاء حاجتی یا محد اسئل اللّٰہ بک و اتوجه الی اللہ بک و کل من ناداہ فقد اشرک شرکا اکبر فانه اعتقد ان محمدا یعلم و یطلع علیٰ ندائه من بعید کما عن قریب وھل ھذا الاشرک۔

تقویۃ الایمان:۔ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کر دے اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس

واسطے کہ حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور اور نزدیک سے برابر سنتے ہیں۔

کتاب التوحید:۔ فهذ الحديث صريح فى انه كان لايعلم امر خاتمته فى حال حياته فكيف يعلم حال تلك المشركين۔

تقویۃ الایمان:۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

کتاب التوحید:۔ فمن اعتقده التصرف فى العالم المخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا و ان اعتقده ادون من الله و مخلوقاله۔

تقویۃ الایمان:۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور نہ اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو ثابت کرے۔

کتاب التوحید:۔ ثبت بهذا الحديث ان القيام متمثلا بين يدى احد شرک۔

تقویۃ الایمان:۔ کسی کی محض تعظیم کے لیے اس کے روبرو ادب سے کھڑا ہونا انھیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔

کتاب التوحید:۔ انظروا اعتذر النبى بمنع السجود لكونه ذمة فى قبره۔

تقویۃ الایمان:۔ یعنی میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں۔

کتاب التوحید:۔ فثبت بهذه الآیة ان السفر الی قبر محمد و مشاهده ومساجده (الی ان قال) شرک اکبر۔

تقویۃ الایمان:۔ اور کسی کی قبر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا (یہاں تک کہا) یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

کتاب التوحید:۔ المراد ماقیل فی حقه انه لنبی اوولی یصیر حراما ونجسا مثل الخنزیر۔

تقویۃ الایمان:۔ یعنی جیسے سور اور لہو اور مردار ناپاک وحرام ہے، ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک وحرام ہے۔ کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا ٹھہرایا۔

کتاب التوحید:۔ (آیات متعلقہ علم غیب لکھ کر لکھا) فهذه الآیات و امثالها لنا صریحة فی اختصاص علم الغیب باللّٰه و نفیه عن غیره فمن اثبته لغیره نبیا کان اوولیا صنما او وثنا ملکا اوجنیا فقد اشرک باللّٰه۔

تقویۃ الایمان:۔ (آیت متعلقہ علم غیب لکھ کر لکھا) سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی شان ہے کسی ولی و نبی کو، جن وفرشتے کو، پیر وشہید کو، امام امام زادے کو، بھوت و پری کو، اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ پھر کہا۔ اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتہ کو (وغیرہ وغیرہ) کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

کتاب التوحید:۔ فمن فعل بنبی او ولی او قبره او آثاره و مشاهده و ما یتعلق به شیاعن السجود والرکوع و بذل المال له و الصلوة له

والتمثل قائما و قصد السفر اليه و التقبيل والرجعته القهقرى وقت التوديع و حزب الحباء وارخاء الستارة والستر بالثوب والدعاء من الله ههنا و المجاورة والتعظيم حو اليه واعتقاد كون ذكر غير الله عبادة وتذكره فى الشدائد ودعائه نحويا محمد يا عبد القادر يا حداد يا سمان فقد صار مشر كا۔

تقویۃ الایمان:۔ پھر جو کوئی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوئے، یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے، ان کی قبر کو بوسہ دے، مور چھل جھلے، شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کے بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

جناب روحی صاحب یہ چند نمونے دونوں کی اتحاد و یگانگت کے پیش کر دیئے گئے ہیں ورنہ دونوں کتابیں اپنے جذبے اور رجحانات میں لفظ بہ لفظ، مسئلہ بہ مسئلہ، عقیدہ بہ عقیدہ بالکل ایک ہیں۔

فرمایئے کہ تقویۃ الایمان کے ذریعے اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت کی تبلیغ و اشاعت کی یا نہیں اور اسماعیل دہلوی نجدی کے دلال یا روحانی مرید و شاگرد ہوئے یا نہیں۔

اور ہم فضلائے دیو بند کی زبانی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ابن عبد الوہاب بد

عقیدہ، عقائد باطلہ، خیالات فاسدہ رکھنے والا ہے اور خبیث ہے تو مولوی اسماعیل دہلوی انہیں نجدی عقیدوں کے معتقد ہونے کے بعد وہابی اور عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ رکھنے والے ہوئے یا نہیں۔

جناب روحی صاحب آپ کے شیخ نجدی کے عقائد باطلہ کے متعلق کچھ تو ہم مولوی حسین احمد صاحب کی زبانی سنا چکے ہیں اور جو تفصیل اتحاد کتاب التوحید و تقویۃ الایمان ہم نے پیش کی ہے اس میں بھی نجدی کے خبیث اعتقاد ملاحظہ فرما لیجئے کہ ایک مسئلہ بھی مذہب اہل سنت سے ملتا جلتا معلوم نہیں ہوتا۔ تقویۃ الایمان میں بھی یہی ہے۔

علم غیب کا انکار، شفاعت کا انکار، ندائے یارسول اللہ کا انکار، سوال شفاعت کا انکار، حضور کی حیات جسمانی کا انکار، سفر زیارت کا انکار، حضور کے مواجھہ میں کھڑے رہنے کا انکار فرمایئے، آپ کے شیخ نجدی کی دعوت توحید و سنت یہ ہی ہے اور آپ کی قتیلین کی پیش کردہ اسلامی سیدھی سادھی راہ یہی ہے، کتاب وسنت کا اتباع یہی ہے۔ غیر اسلامی رسومات کا قلع قمع یہ ہی ہے، تقویۃ الایمان کا رد بدعت وشرک یہی ہے، یہ ہی جہاد بالقلم ہے کہ ایک قلم تمام مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بنا دیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لفظ وہابی

آپ نے ص ۳۷ پر لکھا۔

"وہاں اس تحریک کو وہابی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ لہذا ہندوستان میں بھی سید احمد شہید کی تحریک کو شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی شاخ اور تتمہ بتایا۔"

اور آپ کے مسعود عالم صاحب نے لکھا:۔

حضرت سید احمد شہید کی تحریک تجدید و جہاد یا ہندوستان کی پہلی تحریک عام

طور پر وہابی تحریک کے نام سے یاد کی جاتی ہے اور اپنوں غیروں تمام حلقوں میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ نجد کی دعوت توحید و اصلاح سے اس کا ڈانڈا ملا دیا جائے۔ (ص ۳۷)

جناب روحی صاحب نجد کی تحریک لفظ وہابی تحریک سے مشہور ہوئی تو کیا قباحت ہوئی۔ آخر ابن عبدالوہاب میں لفظ وہاب تو موجود ہی ہے اسی کی طرف انتساب عرب کے قاعدے کے مطابق ہو گیا، عرب میں یہی دستور ہے کہ قبیلہ کنبے کو مورث اعلیٰ کی طرف نسبت دے دیتے ہیں۔ تیمی، قریشی، ہاشمی، عدوی، عدنانی، صدیقی، فاروقی برابر استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح وہابی، ہندوستان میں بھی یہی دستور ہے کہ کسی نہ کسی کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔ علیگ، مظاہری، جامی، دیوبندی، قادری، نقشبندی وغیرہ عام طور سے مستعمل ہے۔ پس نجدی کو وہابی کہنا کوئی گالی نہیں۔ آپ کے فضلائے دیوبند نے خود ابن عبدالوہاب کی جماعت کو وہابی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ مولوی حسین احمد صاحب کی مفصل تحریر میں اس جماعت کے لیے لفظ وہابیہ موجود ہے اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے۔ ''محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں'' (فتاوی رشیدیہ ج ۱)

اب رہے مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے ماننے والے سو چونکہ ان کے عقائد وہی ہیں اور تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا چربہ ہے، اس لیے اس اتحاد مذہبی اور خیالات کی یگانگی کی وجہ سے ان پر بھی لفظ وہابی کا اطلاق ہونے لگا یہ کوئی زبردستی اور خواہ مخواہ ہی نہ ہوا۔

جناب روحی صاحب، آپ نے فضلاء دیوبند کی فہرست میں مولانا عبدالحق حقانی کا نام سترہویں نمبر میں لکھا ہے اور وضاحت کے لیے ان کے نام کے ساتھ

مفسر تفسیر حقانی بھی لکھ دیا ہے تو یہ بھی آپ کے مسلم فضلائے دیو بند سے ہیں اور آپ کے معتمد علیہ اور مستند اور ان کی بات بھی آپ کے نزدیک وزنی اور قابل اعتبار ہوگی، سنئے وہ اپنی تفسیر حقانی کے حاشیہ میں ص ۱۲ا تفسیر سورۂ بقرہ میں مذہب نیچری کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔

''اس کنبے میں سے ایک شخص سید احمد خاں صاحب بہادر بھی پیدا ہوئے یہ شخص ابتداء میں مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمت میں آ کر کسی قدر صرف ونحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے، لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا، اور اپنی لیاقت خداداد سے کوئی اچھا عہدہ بھی پایا۔ پھر تو پکے وہابی تبیع مولوی اسماعیل صاحب ہو گئے۔''

ذرا اخیر کے جملوں کو چشمہ لگا کر دیکھئے۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کہ مولوی اسماعیل صاحب کو وہابی کہا، لفظ وہابی کی تفسیر تبیع مولوی اسماعیل صاحب کے لفظ سے ہی قابل غور وفکر ہے۔ فرمائیے کہ آپ کے مسلم مولانا نے مولوی اسماعیل کو بدنام کرنے کے لیے کہا یا حقیقت بیان کردی۔ جب آپ کے مانے ہوئے مولانا یکے از فضلائے دیو بند انھیں وہابی کہہ رہے ہیں تو ہم اہل سنت وجماعت اگر انھیں وہابی کہیں تو گالی ہو جائے گی اور بدنام کرنے کے لیے ہو جائے گی۔

روحی صاحب فرمائیے کیا حال ہے آپ کا ذرا نبض پر ہاتھ رکھ کر کے جلد دیکھ لیجئے اور سورہ یٰسین جلد پڑھوا لیجئے کہ آپ کے مولانا عبدالحق صاحب نے آپ کی ساری تحریر اور سارے پروپیگنڈے کا جواب ایک ہی لفظ میں دے دیا۔

اتہام والزام

جناب روحی صاحب آپ نے سید احمد بریلوی کا ذکر کرتے کرتے اور اپنے الفاظ میں ان کے ذہین ہونے، ان کی علمی ترقی کی رفتار کے تیز ہونے کا گیت

گا کر حضرت مولانا فضل رسول صاحب پر یہ تہمت لگائی کہ انھوں نے سید صاحب کو جاہل محض بتایا۔

حیات طیبہ مرزا حیرت کے ص ۲۷۱ میں ہے۔

بزرگ سید احمد بچپن میں اپنے غیر معمولی سکوت کی وجہ سے پرلے درجہ کا غبی مشہور ہو گیا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ اسے تعلیم دینا بے سود ہے کبھی کچھ آئے جائے گا نہیں۔

ص ۲۷۴ میں ہے۔

''یہ ہی کیفیت بعینہٖ بزرگ سید احمد کی تھی کہ جب وہ ایک ایک جملہ کو گھنٹوں چپے جاتا تھا، تب کہیں کسی قدر یاد ہوتا تھا اور دوسرے دن تماشا یہ ہوتا تھا کہ وہ بھی چوپٹ جب یہ کیفیت ہوئی تو والدین اور میاں جی کی تنبیہہ بڑھنے لگی اور گھر کی جھڑکی آنکھیں نکالنے سے گزر کر مار پیٹ پر نوبت پہنچ گئی۔ اس سے بھی والدین کی آرزو پوری نہ ہوئی۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ قدرتی طور پر اس کے دماغ میں قفل لگ گیا ہے اور یہ کسی طرح کی تنبیہہ سے بھی نہیں پڑھ سکتا تو ناچار ہو کے پڑھنے سے اٹھا لیا''

فرمایئے جناب روحی صاحب آپ کے ذہین یہ ہی ہیں اور یہ ہی علمی ترقی کی تیز رفتاری ہے۔ اور فرمایئے کہ حضرت مولانا بدایونی نے جو جاہل لکھا تو کیا غلط لکھا۔ آپ کو شرم آنا چاہیے اور سنئے آپ کے قتیل ثانی اسماعیل دہلوی خود اقرار کر رہے ہیں کہ سید صاحب بے پڑھے لکھے رہے، دیکھئے صراط مستقیم۔

''آپ کی لوح فطرت علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر و تقریر کے دانشمندوں کی راہ وروش سے خالی تھی۔''

فرمایئے۔ لفظ جاہل ان پڑھ اتنی لمبی چوڑی خوبصورت عبارت کا شارٹ

ہے یا نہیں، اور جو حضرت بدایوانی نے فرمایا وہ ہی آپ کے اسماعیل دہلوی نے کہا یا نہیں''

دارالعلوم دیو بند

یہ نمبر ص ۸۹ سے عنوان (دارالعلوم دیو بند اور اس کی گراں بہا خدمات) کے ماتحت شروع ہوا اور ص ۱۰۴ پر ختم ہو گیا۔

زیر عنوان (دارالعلوم دیو بند کا قیام) آپ نے اس کے قیام اور اس کی تعلیمی خدمات اور اس کے طلبہ کے گوشوارہ کا ذکر کیا۔ پھر فضلائے دارالعلوم دیو بند کے زیر عنوان آپ نے لکھا:۔

''علم و عمل کی سادگی، بے تکلفی، جفاکشی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اس جماعت کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ غرض دارالعلوم کی آغوش تعلیم و تربیت سے چودہ ہزار سے زائد علماء و فضلا پیدا ہو چکے ہیں جو اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لیے دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات کے قندیل روشن کیے ہوئے ہیں ان میں صاحب درس و افتا بھی ہیں اور مصنف و مبلغ بھی، امراض روحانی کے معالج بھی ہیں اور امراض جسمانی کے طبیب بھی واعظ بھی ہیں اور ادیب بھی۔''

پھر ناموں کی ایک فہرست لکھنے کے بعد لکھا:۔

علم کے ''جیسے علماء جو آفتاب و ماہتاب ہیں اسی درس کے فیض یاب اور اسی مے خانہ کے جرعہ نوش ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو اپنے فضل و علم، درس و تدریس، رشد و ہدایت، دعوت، تبلیغ سیاسی، قیادت اور تصنیفی اور صحافتی کمالات کے باعث دنیائے اسلام سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔''

جناب روحی صاحب۔ یہ سب کچھ صحیح، مگر اس کو کیا کیا جائے کہ آپ کے

دار العلوم دیو بند کی تعلیم اور فضلائے دیو بند کے دلی جذبے اور اعتقادی رجحانات وہ ہی ہیں جو ابن عبد الوہاب نجدی عربی وہابی کے اور مولوی اسماعیل دہلوی ہندی وہابی کے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

آپ کے فضلائے دیو بند کے مقتدائے دوم معلم ثانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

''محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ ہیں'' (فتاویٰ رشیدیہ ج اص ۷)

غور فرمایئے کہ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کو عمدہ کہہ کے اپنے رجحان قلبی سے مطلع کر دیا۔ اور لوگوں کو ان عقائد کے متبع ہونے کی ترغیب دے کر اس طرف مائل کر دیا۔

یہ تو ہم ثابت کر چکے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں وہ ہی عقیدے اور خیالات ہیں۔ جو محمد ابن عبد الوہاب کے عقائد و خیالات ہیں جن کو اس نے کتاب التوحید میں جمع کر دیا ہے جن کو مولوی حسین احمد صاحب شیخ الحدیث دیو بند نے وہابیہ خبیثیہ کہہ کر عقائد باطلہ خیالات فاسدہ کہا ہے۔

اور تقویۃ الایمان کے متعلق جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تحریر فتاوئ رشیدیہ ج اول ص ۱۱۵ میں یوں ہے:۔

''اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔''

یہ ہی جملے فتاوی میلاد ص ۲۱ پر ہیں اور اس پر حسب ذیل دستخط ہیں۔

مولوی محمد حسن، مولوی محمد علی رضا، مولوی محمد اسماعیل گنگوہی، مولوی امیر حسن مولوی عنایت الٰہی، مولوی احمد علی۔

تقویۃ الایمان کو جب عمدہ کتاب کہا اس کا رکھنا، پڑھنا، عمل کرنا عین اسلام بتایا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ اس میں لکھے ہوئے خیالات وعقائد عمدہ اور اچھے ہیں اور عقائد وہ ہی ہیں جو ابن عبدالوہاب کے ہیں وہابیوں کے ہیں۔ پس تقویۃ الایمان کی ترغیب عقائد وہابیہ کی ترغیب ہوئی ثابت یہ ہوا کہ فضلائے دیوبند کے رجحانات بالکل ابن عبدالوہاب کے رجحانات ہیں۔

یہ تو اجمالی اور اصولی ثبوت ہے تفصیلی درکار ہو تو مسئلہ غیب، تصرفات، استمداد، ندائے یارسول، فاتحہ، عرس گیارھویں، میلاد وقیام، نذر ونیاز کے متعلق جو کچھ کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان میں ہے وہ ہی فضلائے دیوبند کے فتاوی میں ہے۔ فتاوی رشیدیہ، فتاوی میلاد، فتاوی امدادیہ، براہین قاطعہ وغیرہا تصنیفات فضلائے دیوبند ملاحظہ کرلیجیے غرضیکہ دیوبندیت وہابیت واسماعیلیت کا پورا لباس ہے۔

علاوہ بریں

دارالعلوم کے بانی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس میں حضور کی خاتمیت زمانیہ پر حملہ کیا اور حضور کا باعتبار زمانہ آخری نبی ہونا عوام کا خیال ٹھہرایا، ملاحظہ ہو ص ۳۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا

ہے۔"

پھر خاتمیت زمانیہ کو عوام کا خیال بتا کر اپنی طرف سے ایک قسم خاتمیت مرتبی کی ایجاد کی جس کی طرف ان کا یہ قول اشارہ کر رہا ہے۔

"پھر ایک مراد ہو تو شایان شان محمد ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی (ص ۸)"

پھر خاتمیت مرتبی پر زور دیتے ہوئے حضور کے زمانہ ہی میں وجود نبی دیگر کی تجویز پیش کر دی ملاحظہ فرمائیے ص ۱۴

"اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی اور نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا۔" اور اسی پر یہ تفریع بھی کی ملاحظہ ہو ص ایضا

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

پھر اور آگے بڑھے اور کہا ص ۲۸

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں پھر کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اور مولوی رشید احمد صاحب و مولوی خلیل احمد صاحب نے تو غضب ہی ڈھا دیا اور خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر بتا دیا اور کذب باری تعالیٰ کو ممکن ٹھہرا دیا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ، ج ا ص ۳۵

"مگر امکان کذب بہ ایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو وہ نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے" اور

ملاحظہ ہو براہین قاطعہ ص ۲۔

"امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔"

پھر ص ۳ میں کہا۔ "اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے"

مولوی خلیل احمد انیٹھوی نے حضور کے علم محیط زمین کو شیطان کے علم سے کم ٹھہرایا۔ شیطان کے لیے نص سے ثابت اور ایمان بتایا اور حضور کے لیے غیر ثابت اور شرک کہا۔ ملاحظہ ہو براہین قاطعہ ص ۵۱

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

اور حضور کو علماء دیوبند کا اردو بولنے میں شاگرد ٹھہرایا۔ ملاحظہ و براہین قاطعہ ص ۲۶

ایک صالح فخر عالم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

مولوی اشرفعلی تھانوی نے تو حد ہی کر دی اور حضور کے علم غیب کو زید عمر بچے پاگل جانور چوپایوں کے علم جیسا ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو حفظ الایمان ص ۸

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو

دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے۔"

جناب روحی صاحب یہ تو چند نمونے ہیں ورنہ دیو بندی خیالات وعقائد میں اس سے کہیں زیادہ مسالہ موجود ہے۔

فرمایئے آپ کے فضلاء دار العلوم دیو بند کی یہ ہی تعلیم و تربیت ہے یہ ہی کلمہ اسلام کی سربلندی ہے۔ یہ ہی قندیل اسلام کا روشن کرنا ہے۔ یہ ہی امر بالمعروف نہی عن المنکر ہے یہ ہی علم و فضل ہے یہ ہی رشد و ہدایت ہے یہ ہی دعوت تبلیغ ہے۔ یہ ہی علاج امراض روحانی ہے۔ یہ ہی وعظ ہے۔ یہ ہی ادب ہے۔ کہ کوئی حضور کے ختم زمانی کو بگاڑ کر نبی دیگر کی تجویز پیش کر دے اور مدعیان نبوت کے لیے دروازہ کھول دے۔ کوئی خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر بتائے اور امکان کذب کو عقیدہ اسلام ٹھہرائے۔ کوئی حضور کو علماء دیو بند کا شاگرد کہے کوئی شیطان کے علم سے حضور کے علم کو کم مانے۔ کوئی بچے پاگلوں اور جانور چوپایوں ایسا حضور کا علم غیب قرار دے۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا　　　کار طفلاں خراب خواہد شد

روحی صاحب آپ نے بھی قلم اٹھایا تو کس موضوع پر، زور تحریر دکھایا تو کس بحث میں جہاں نیکی و صلاح کا نام ونشان تک نہیں۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ آپ فرمائیں۔

"اب ہم علمائے بریلی شریف کی تصنیفات سے چند اقتباسات پیش کریں گے جن کے ذریعہ سے انھوں نے ادارہ دیو بند کے علماء و فضلاء کو وہابی اور نہ جانے کیا کیا ٹھہرایا ہے۔" ص ۱۰۴

حضرات علماء بریلی نے کیا کیا۔ صرف یہ ہی کہ آپ کے علماء وفضلاء دیوبند کے خیالات باطلہ وعقائد فاسدہ پر گرفتیں کیں۔ آپ کے فضلا نے شان ربوبیت و درگاہ نبوت میں جو گستاخیاں کیں ان پر احکام شرعیہ سنا دیئے نہ آپ کے فضلا یہ سب کچھ کرتے نہ علماء بریلی دارو گیر فرماتے۔

عقائد باطلہ کی تردید کرنے والے علمائے اہل سنت

آپ نے زیر عنوان (بریلی علماء کی کتابوں سے کفر کے چند اقتباسات) لکھا۔ ''سب سے اول ہم مولانا فضل رسول بدایونی کی کتاب سیف الجبار سے اقتباس پیش کرتے ہیں۔ مولانا فضل رسول صاحب نے مولوی اسمٰعیل شہید کو بہت سب وشتم کیا ہے اور ان کے طریق کے ماننے والوں کو فرقہ اسماعیلیہ اور وہابیہ کے نام دیئے ہیں اور ان حضرات کے خلاف افترا و کذب کا ایک طومار باندھ دیا ہے۔'' (ص ۱۰۴)

حضرت بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل کی تاریخ جو قلمبند کی ہے وہ سب وشتم نہیں، افترا و کذب نہیں بلکہ حقیقت ہے اور واقعیت، سنیے۔

جناب روحی صاحب آپ توکل کی پیداوار ہیں اور مولوی اسماعیل دہلوی کی مدح وثنا میں جن تاریخوں کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ پرسوں، ترسوں کی پیداوار ہیں انھوں نے جو کچھ لکھا وہ سب شنیدہ جیسا کسی نے کہا لکھ دیا اور یاد رکھیئے کہ حضرت مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ اسی زمانہ میں تھے جس زمانہ میں مولوی اسماعیل دہلوی تھے، انھوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی ایک ایک حرکت ایک ایک سکون، ایک ایک قدم تمام حالات، کوائف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ چیز طے شدہ ہے کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ لہٰذا حضرت بدایونی نے جو کچھ لکھا وہ آپ کے حیرت اور مسعود عالم اور ابوالحسن ندوی وغیرہ کے لکھے ہوئے سے بہت زیادہ

قابل اعتبار و لائق وثوق ہے۔

حضرت بدایونی نے جب یہ دیکھ لیا کہ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان کے ذریعہ ابن عبدالوہاب کے عقیدہ کی اشاعت کر رہے ہیں تو وہابی کہہ دیا کیا برا کیا اور وہ تو وہ آپ کے مسلم مولانا عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بھی تو مولوی اسماعیل کو وہابی قرار دے چکے ہیں۔ فرمایئے انھوں نے بھی کذب و افترا کا طومار باندھ دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

مولانا فضل رسول صاحب بدایونی کے بعد دیگر بزرگوں نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں کو کافر بنانے میں صرف کردی اور ان کو مرتد ٹھہرایا۔ اور بدعات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ ہر بدعت کو سنت ثابت کیا۔ تیجہ دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی، عرس، فاتحہ، علم غیب، مردوں سے مدد مانگنا۔ صلوٰۃ غوثیہ ادا کرنا۔ غرض اسی قسم کے مسائل پر چار چار چھ چھ صفحے کے رسالے لکھے۔

جناب روحی صاحب محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی اور آپ کے فضلائے دیوبند نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں کو کافر مشرک۔ بدعتی بنانے میں صرف کردی اور عقائد وہابیانہ کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ ہر امر مباح جائز کو بدعت ثابت کیا۔ معمولات اہل سنت تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔ برسی عرس فاتحہ اولیاء اللہ سے مدد مانگنے۔ ندائے یارسول اللہ کو حرام اور ناجائز قرار دیا اور فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ، فتاوی امدادیہ، تعلیم الاسلام، تقویۃ الایمان، رسالہ یکروزی، مایۃ مسائل وغیرہ رسالے لکھ مارے۔ علماء اہل سنت کے لکھے ہوئے رسالوں کے اگرچہ چار چار چھ چھ صفحے کے تھے جواب نہ دے سکے۔ بغلیں جھانکنے لگے۔ منہ چھپانے لگے۔ مناظروں کی نوبت آئی تو کہیں روپوش ہو گئے کہیں پولیس کی مدد سے جان بچائی۔

آپ لکھتے ہیں۔

''ان لوگوں نے مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی۔ مولوی اسماعیل شہید۔ مولانا اشرف علی تھانوی کو خاص طور سے مرتد اور کافر ٹھہرایا۔''

جناب روحی صاحب آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ بڑا رنج پہنچا۔ مگر جب مولوی قاسم صاحب نے حضور کی ختم زمانی پر حملہ کیا تو آپ کو کچھ دکھ پہنچا یا نہیں۔ خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر بتایا۔ شیطان کے علم سے حضور کے علم کو کم ٹھہرایا۔ جانور چوپایوں ایسا کہا تو آپ کو کچھ رنج ہوا یا نہیں۔ جناب الوہیت، جناب رسالت کا کچھ لحاظ نہیں کہ آپ کے فضلا توہین کریں اور آپ کے منہ سے آدھا کلمہ نہ نکلے۔ بلکہ مدح وستائش پر آمادہ رہیں اور ان توہین کرنے والوں کو علماء اہل سنت کچھ کہیں تو آٹھ آٹھ آنسو آپ رونے لگیں۔ ٹسوے بہانے لگیں۔ ان کا اس قدر لحاظ وپاس۔

جناب روحی صاحب خدا کا شکر ادا کیجئے کہ علماء بریلی کے ہاتھ میں صرف قلم تھا۔ صرف جہاد بالقلم سے کام لیا۔ اگر زمانہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا ہوتا یا حضرت عالمگیر کا تو جہاد بالسیف سے کام لیا جاتا کہ شریعت مطہرہ میں توہین جناب الوہیت وشان نبوت کی یہ ہی سزا ہے۔

جناب روحی صاحب مرنا ہے۔ خدا کو منہ دکھانا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے پوچھا کہ تم نے ہماری اور ہمارے رسول کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کی حمایت کی، طرفداری کی، ان کی مدح کے خطبے پڑھتے رہے۔ صاحب رشد وہدایت اور معالج امراض روحانی سمجھتے رہے اور جن ہمارے بندوں نے حق بات کہی ان پر گرفتیں کیں ان کو آنکھیں دکھاتے رہے۔ برا کہتے رہے۔ کہو کیا جواب ہے روحی صاحب کیا جواب دو گے، جواب کیا دو گے۔ فبہت الذی کے مصداق ہو جاؤ گے

فضلاء دیو بند کی اس قدر پاسداری اور جناب الوہیت و درگاہ رسالت سے اس قدر بے اعتنائی۔

تقویۃ الایمان

آپ نے اس عنوان کے ماتحت حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک۔

''کتاب التوحید کا ترجمہ ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ ان وہابیہ کا ایک بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر اور مشرک ہے۔''

نقل کر کے کہا ''یہ سراسر الزام ہے۔''

الزام نہیں ہے حقیقت ہے بالکل درست ہے بے شک تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا ترجمہ ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے تو اس کی اشاعت وہابیت کی اشاعت ہے اور بے شک ان وہابیوں کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ جو ان کے عقیدہ پر نہ ہو وہ کافر و مشرک ہے۔ آپ کے مولوی خلیل احمد صاحب بحوالہ علامہ شامی اور مولوی حسین احمد دونوں نے ان کے اس عقیدہ کا اقرار کر لیا ہے، کیوں صاحب جو بات آپ کے فضلاء دیو بند فرما دیں اور اسی کو دوسرے لوگ کہہ دیں تو دوسروں کا کہنا سراسر الزام۔ بہتان ہو جائے گا۔ اگر الزام و بہتان کی دفعہ لگانا ہے تو دونوں پر کہ وہ دونوں ایک مقولہ کے قائل ہیں اور اگر ایک پر نہیں تو دوسرے پر بھی نہیں۔

آپ نے یہ عبارت بھی بطور طعنہ والزام نقل کی ہے۔

''اس مذہب کا رکن اعظم اللہ تعالیٰ کی توہین اور محبوبان خدا کی تذلیل ہے ہر امر میں وہ ہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصہ نکلتی ہو۔''

کیا غلط فرمایا۔ آپ کے مولوی حسین احمد صاحب نے بھی تو یہ ہی لکھا ہے۔

''(۴) شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔''

نوٹ:

یہ عبارت گذشتہ اوراق میں بحوالہ صفحہ وکتاب نقل کی جاچکی ہے۔

جناب روحی صاحب اگر آپ برا نہ مانیں تو تقویۃ الایمان سے دو ایک عبارتیں سنادوں دیکھئے ص ۱۰ پر لکھا۔

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''

اور بڑے مخلوق کی تفسیر خود اس عبارت میں کردی۔

''ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی سوا اس کے کہ اللہ سے مانگے۔'' الخ ص ۲۵

تو پہلی عبارت میں بڑا مخلوق انبیاء واولیاء کو چمار سے بھی ذلیل کہا اور وہ بھی اس انداز سے جس سے ظاہر ہے کہ چمار کی تو کچھ عزت ہے اور یہ بالکل ذلیل۔

اور دیکھئے ص ۴۰

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب اولیاء انبیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔''

یہاں بھی وہ ہی انداز ہے کہ ذرہ ناچیز تو کچھ ہے مگر یہ کچھ نہیں اور صاف صاف انبیاء اولیاء کا لفظ استعمال کیا۔ اور دیکھئے ص ۲۹

''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' اور دیکھئے ص ۴۳

انبیاء، اولیاء، امام، امام زادے، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور ہمارے بھائی بھی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں''

اور یہ تقویۃ الایمان کی عام بولی ہے کہ وہ عاجز ہیں مجبور ہیں نادان ہیں بے خبر ہیں اور جتنی آیتیں اللہ تعالیٰ نے بتوں کے زبون حالی میں نازل فرمائیں ان سب کو حضرات انبیاء اور اولیاء پر محمول کیا۔

اور سن لیجئے اور ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم ص ۸۷

"اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔"

جناب روحی صاحب دیکھے آپ نے اپنی تقویۃ الایمان کے گلچھرے کہ کس کس طرح توہینی کلمات استعمال کئے جارہے ہیں ایسی ہی کتاب کے لیے آپ اپنا درد ظاہر فرمارہے ہیں افسوس صد افسوس۔

اسی طرح حضرت محمد میاں صاحب مارہروی اور حضرت مولانا احمد یار خاں صاحب اوجھیانوی اور فقیر نے "تہافت الوہابیہ" میں اور جناب مولانا محبوب علی خاں صاحب نے "الصوام المحمدیہ" میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب حرف بہ حرف صحیح و درست ہے اور مدلل و مبرہن ہے۔ اور وہ تو فقیر کی کتاب تہافت الوہابیہ ہی کے لفظ لفظ اور اس کے استدلال کا ذرا محققانہ انداز سے جواب ہی لکھ دیجیے۔ ہے ہمت۔ جناب روحی صاحب آپ نے زیر عنوان (یہ فروعی اختلاف ہیں) یہ لکھا۔

"ہم مسلمانوں سے خدا کا واسطہ دے کر اپیل کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ اکابرین علماء کو گالیاں دینا اور ان کو کافر ٹھہرانا ان کو مرتد ظالم اور بدمذہب ٹھہرانا کہاں کا اسلام ہے۔ اگر فروعی مسائل میں اختلاف ہے تو اس کے یہ معنے یہ ہیں کہ اسلام سے خارج ہو گئے۔" ص ۱۱۴

سنئے۔ ہمارا اختلاف فروعی مسائل میں بھی ہے اور اصولی مسائل میں بھی ہم اہل سنت نے فروعی مسائل میں کسی کو کافر و مرتد نہیں کہا ہے۔ ہم مذہب وافتا کی نوک اور پلک کو جانتے ہیں یہ آپ کا محض بہتان ہے کہ ہم نے فروعی مسائل کے

سلسلہ میں کافر و مرتد کہا۔ اور اب پھر سن لیجئے کہ فاتحہ و میلاد کا انکار عرس و گیارھویں کا انکار، قیام میلاد کا انکار۔ جوازندائے یارسول اللہ کا انکار، امداد کا انکار، ماکان وما یکون کے تمام جزئیات کے علم حضور کا انکار نہ کفر ہے نہ ارتداد۔

ہاں اصولی مسائل میں بے شک کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ آپ ہی بتائیے کہ خدا کے لیے امکان کذب کا قائل ہونا، ختم زمانی کا انکار، حضور کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ بتانا۔ بچوں پاگلوں۔ جانور چوپایوں کے ایسا علم قرار دینا کیا توہین نہیں۔ استخفاف نہیں، کفر نہیں، ارتداد نہیں اور کیا یہ مسائل بھی آپ کے نزدیک فروعی مسائل ہیں۔ جناب روحی صاحب آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ فروعی مسائل کسے کہتے ہیں اور اصولی مسائل کسے کہتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ذات وصفات باری تعالیٰ اور ذات وصفات نبی سے تعلق رکھنے والے مسائل اصولی مسائل ہیں۔

شریعت مطہرہ نے جو ان کی تفصیل پیش کی ہے اس میں ذرہ برابر کمی ایمان کو نقصان دہ ہے۔

جناب مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کی جو عبارت آپ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں سواد اعظم سے نقل کی اس کو آپ سمجھے ہی نہیں انھوں نے صرف فروعی مسائل کے اختلاف کو ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ان کی آخر عبارت میں یہ لفظ ہیں۔ "لیکن بعض عقائد میں اور بعض فروعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے" جس میں دونوں قسم کے اختلاف کو بتایا۔ عقائد میں بھی اور فروع میں بھی۔ حیرت ہے کہ آپ نے خود عبارت نقل کی اور خود نہ سمجھے اور اختلاف کو صرف فروعی مسائل پر محمول کیا اور غلط بیانی سے کام لیا۔

جس خط کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں بھی مسئلہ اذان ثانی کا ذکر ہے اور وہ صرف فروعی مسائل سے ہے۔ نہ اس میں کسی کی تکفیر کا ذکر ہے نہ ارتداد کا، جناب روحی صاحب معلوم ہوتا ہے کہ آپ لکھتے لکھتے ایسے گھبرا گئے کہ عبارتوں

سے اخذ مطالب بھی نہیں کر سکتے اور الٹ پلٹ۔ نتیجہ اخذ کرنے لگے۔ خدا خیر کرے۔

آپ نے ص ۱۰۸ پر لکھا۔

ان بزرگوں کی کتابوں سے عبارات کو قطع و برید کر کے اور ان کو غلط سلط معنی پہنا کر بدنام کیا۔"

جناب روحی صاحب۔ یہ بحث ذرا ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمایئے تا کہ آپ کی قطع و برید کا حال معلوم ہو جائے۔

دیکھئے جناب جب کوئی مصنف کوئی رسالہ یا کتاب لکھتا ہے تو اس میں کچھ مقدمات ہوتے ہیں کچھ تقریبات ہوتی ہیں کچھ دلائل ہوتے ہیں۔ اصلی مقاصد اور نتائج کلام۔ کتاب کی اصل چیز صرف مقاصد اور نتائج ہیں۔ باقی سب زوائد، بحث "جب کی جاتی ہے تو پہلے مقاصد و نتائج پر اگر ابتدائی مقاصد و نتائج غلط ہوں تو پھر مقدمات و دلائل پر گفتگو نہیں کی جاتی۔ شریعت مطہرہ کا قانون ہے کہ دعویٰ اگر اپنے شروط میں پورا نہ ہوا تو اول ہی دفعہ خارج ہو جاتا ہے نہ یہ کہ گواہیاں وغیرہ کے بعد خارج ہو۔

جب سو دو سو ہزار دو ہزار کلمات پر مشتمل کتاب میں سے اصل مقاصد و نتائج لیے جائیں گے تو چند ہی جملے ہوں گے اور آگے پیچھے سے منقطع ہوں گے یہ قطع و برید قابل الزام و اتہام نہیں۔ اس لیے کہ اس نے اصل مقصد کے الفاظ میں قطع و برید نہیں کی ہے۔ بلکہ مقاصد کو مقدمات اور تقریبات و شواہد سے الگ کر دیا ہے کہ ضرورت صرف مقاصد کی ہے۔ سمجھے روحی صاحب۔

علماء اہل سنت نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان وغیرہ میں سے جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ صرف اصل مقاصد اور نتائج کی ہیں ان میں کوئی قطع و برید نہیں۔ ہاں وہ عبارتیں مقدمات و شواہد و تقریبات سے ضرور جدا

ہیں اور ان کی ضرورت بھی نہیں۔ ہم نے تحذیر الناس سے جو عبارتیں مختلف صفحات سے نقل کی ہیں۔ وہ سب مل کر ایک ہو کر کفر نہیں بنی ہیں بلک ہر ایک عبارت مستقل کفر ہے۔ اسی طرح براہین قاطعہ سے جو عبارت نقل کی ہے۔ وہ ان کے کلام کا نتیجہ ہے جس پر لفظ الحاصل دلالت کرتا ہے اسی طرح حفظ الایمان سے جو عبارت نقل کی ہے وہ مستقل ایک مقصد ہے ان کی عبارتوں میں کوئی مذموم قطع و برید نہیں یہ آپ کا قطع و برید کا لفظ استعمال کرنا محض سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ اور بدظن کرنے کے لیے ہے۔

رہا ان کے معنی غلط سلط۔ تو جناب وہ عربی نہیں، انگریزی نہیں، جرمنی نہیں روسی نہیں، اردو ہے اردو۔ اور اہل زبان ہونے کی حیثیت سے ہم ان کو خوب سمجھتے ہیں وہ کوئی جناتی زبان نہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔ اور اگر واقعی اس میں کوئی اور پہلو بھی نکل سکتا ہے اور غلط سلط معنی بھی ہو سکتے ہیں تو ایسی جناتی زبان کے استعمال کی ہی کیا ضرورت تھی صاف صاف اردو بولنا چاہیے۔ اور وہ بھی جناب الوہیت و درگاہ رسالت میں۔

جناب روحی صاحب آپ سمجھے نہیں۔ جب ان عبارتوں کے مصنفین کے دلوں میں اس خبیث اور توہین آمیز مضمون کا خیال آیا تو قدرت کی طرف سے یہ تازیانہ پہلے ہی لگا کہ صاف صاف اردو میں جس میں ایک پہلو کے سوا دوسرا پہلو ہی نہ نکل سکے لکھوا دیا اور لکھنے والے کو اس وقت پتہ نہ لگا کہ میں کیا کہہ گیا۔ جب علمائے اہل حق نے گرفت کی تو آنکھیں کھلیں ہوش آیا اور بجائے اس کے کہ جلدی سے ان کلمات کو بقاعدہ شرعیہ واپس لے لیتے لگے تاویلیں اور ایرپھیر کرنے انھوں نے سمجھا کہ اگر ہم نے واپس لیا تو ہمیشہ کے لیے عزت خاک میں مل جائے گی، اور سارے علم وفضل کا کٹا ہو جائے گا۔ مسلمانوں کے نزدیک ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو

جائیں گے اس لیے ایرپھیر پر ٹھہری کہ کچھ نہ کچھ تو ہم نوا رہیں گے اور پاکستان میں مولوی روحی صاحب ہی کچھ حمایت کر کے مسلمانوں کو بے وقوف بنالیں گے۔

مسلمانوں کی تکفیر

آپ نے اس عنوان کے ماتحت لکھا:۔

"ان حضرات کو تو کفر کی گردان کے سوا اور کچھ یاد ہی نہیں۔ لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ غیر کافر کو کافر کہنا خود کو کافر کہنا ہے۔"

جی ہمیں یہ بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کافر کو کافر سمجھنا اور اس کے کفر پر اطلاع پاتے ہوئے مسلمان جاننا یہ بھی کفر ہے۔ فقہ وکلام کا قاعدہ کلیہ ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کو کافر کہتا ہے تو یہ دونوں میں سے کسی کو ضرور گھیر لیتا ہے جس کو کافر کہا وہ اگر کافر ہے تو وہ کافر ہے ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر کسی کے قول میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو اسلام کا تو اس ایک پہلو ہی کا لحاظ کیا جائے گا اور مسلمان رہنے کا فتویٰ دیا جائے گا اور ان ننانوے پہلوؤں کی پروا نہ کی جائے گی۔

ان سب چیزوں کے علم ہوتے ہوئے علمائے اہل سنت نے ان پر جن پر کفر کا فتویٰ دیا جانا چاہیے فتویٰ دیا ہم دودھ پیتے بچے نہیں۔ ہم کو سبق نہ پڑھایئے کہ ان کو یہ نہیں معلوم کہ غیر کافر کو کافر کہنا خود کو کافر کہنا ہے۔

اے جناب روحی صاحب آپ اپنے فضلائے دیوبند میں سے ایک فاضل جناب مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی کا فتویٰ بھی سن لیجیے۔ ملاحظہ کیجیے ان کی کتاب اشد العذاب ص ۵۔

"بخلاف اس بدنصیب کے کہ جو نماز وروزہ بھی ادا کرتا ہے اور تبلیغ اسلام

میں ہندوستان ہی میں نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو بلکہ فرض کرو کہ اس کی سعی اور کوشش سے تمام یورپ کو اللہ تعالٰی حقیقی اسلام وایمان بھی عنایت فرما دے مگر اس دعوے اسلام وایمان اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء نہ جانتا ہو، اللہ تعالٰی کو معاذ اللہ جھوٹا جانتا ہو۔ جھوٹ بولنا اس کی عادت بتاتا ہو (یہاں تک کہ کہا) اور ضروریات دین سے انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔'' پھر صفحہ ۹ پر لکھا۔

''جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید ورسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتا دیا۔ اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بنا دیا حالانکہ کفر کفر ہے اور اسلام اسلام ہے اس لیے اس کو خوب اچھی طرح (اے جناب روحی صاحب) سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہ ہی ہے کہ جو منکر ضروری دین ہو اسے کافر کہا جائے۔''

اے جناب روحی صاحب اپنے اس فاضل کی تحریر کی روشنی میں اپنی نصیحت کے جملوں کو ملاحظہ کیجئے اور شرمندہ ہو جائے۔

اور اے جناب روحی صاحب۔ آپ نے غلط کہا کہ ان کو کفر کی گردان کے سوا اور کچھ یاد نہیں، ہمیں واقعی کفر کی گردان یاد نہیں اور خدا کرے کہ ہمیں یاد نہ ہو۔ ہاں ہمیں تکفیر کی گردان البتہ یاد ہے اور کفر کی گردان آپ کے دوست نجدی اور یار اسمٰعیل دہلوی اور احباب فضلاء دیوبندی کو یاد ہے کہ جنھوں نے فروعی مسائل میں بھی مسلمانوں کو کافر ومشرک بنایا۔

جناب روحی صاحب آپ صرف سے تو واقف ہیں نہیں جو تکفیر اور کفر میں

فرق کر سکیں اسی وجہ سے آپ تکفیر کے موقعہ پر لفظ کفر اور کفر کے موقعہ پر لفظ تکفیر بولتے ہیں۔ ہم سے سیکھیے لفظ کفر ثلاثی مجرد ہے۔ جس کے معنی ہیں کفر کرنا اور لفظ تکفیر ثلاثی مزید ہے۔ جس کے معنی ہیں کفر کرنے والے کو کافر کہنا یا سمجھنا۔ لہذا کفر تو برا ہے اور تکفیر کافر مطلوب شرع ہے۔ آپ کے فضلاء دیوبند نے کفر کیا کفر کی گردان گردانی۔ ہم نے کفر کا فتویٰ دیا تکفیر کی۔

تکفیر کا مرتبہ کفر کے بعد ہے۔ جس طرح لا ثانی مزید کا درجہ ثلاثی مجرد کے بعد ہے۔ اگر کسی لفظ کا مجرد نہ ہوگا مزید بھی نہ ہوگا۔ اسی طرح آپ کے فضلاء میں کفر نہ ہوتا تو علماء اہل سنت کی جانب سے تکفیر نہ ہوتی۔ ادھر سے کفر ہوا ثلاثی مجرد پایا گیا تو ادھر سے تکفیر ہوئی ثلاثی مزید آپ کے سامنے آیا۔ حضرت شاہ نوری میاں صاحب قدس سرہ نے یہی فرمایا کہ مرا مسلم را کافر گفتن از قتل کردن او ہم بدتر است، "مسلمان کو کافر کہنا قتل کرنے سے بدتر ہے۔ علمائے اہل سنت نے کسی مسلمان کو کافر نہ کہا۔ کافر کہا اس کو جس نے کفر کیا۔

دیکھیے آپ نے ص ۱۰۷ پر لکھا۔

"انھوں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہ کے لیے کچھ نہیں لکھا ہے۔"

سمجھے آپ جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ باوجودیکہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر ہیں۔ مگر علمائے اہلسنت نے بقول آپ کے انھیں کچھ نہیں کہا۔ علمائے اہل سنت معاذ اللہ کچھ سر پھرے تو ہیں نہیں کہ جس سے کفر نہ صادر ہو اس کو بھی کافر کہہ دیں حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر کیوں کفر کا فتویٰ دینے لگیں جب ان سے کوئی چیز صادر نہ ہوئی۔ علمائے اہلسنت کی احتیاط دیکھیے کہ پیر کی شان میں ایک لفظ استعمال نہیں کیا مگر اس قسم کے مریدوں پر کفر کے فتوئی لگائے کیوں اس لیے کہ انھوں نے ایسا

ہی کام کیا۔ جو جیسا تھا اس کے لیے ویسا ہی قدم اٹھایا۔

جناب روحی صاحب قاضی کے دربار میں جب کسی کا زنا یا چوری ثابت ہو جائے تو وہ اس کی سزا کا حکم دے گا، رجم یا کوڑوں کا استعمال ہوگا، ہاتھ کاٹا جائے گا تو یہ رجم اور کوڑوں کا استعمال، ہاتھ کاٹنا برا نہیں۔ برا ہے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ اگر ادھر زنا نہ ہوتا چوری نہ ہوتی تو ادھر یہ سزا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر ادھر کفر نہ ہوتا تو ادھر تکفیر نہ ہوتی۔ تکفیر ایک قسم کی سزا ہے کفر کی اور سزا جرم پر مترتب ہوتی ہے جرم کرنے والا گرفتار ہوتا ہے سزا دینے والے پر لعن طعن نہیں کی جاتی ہے۔

جناب روحی صاحب علمائے اہل سنت کی تکفیر تو اس قدر حق اور صحیح ہے کہ جس کو آپ کے فضلاء دیو بند نے کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا۔ سنیے وہ ہی آپ کے مولوی مرتضی حسن صاحب اسی اشد العذاب ص ۱۳ میں کہتے ہیں۔

"اگر خاں صاحب (اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب) کے نزدیک بعض علماء دیو بند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو خاں صاحب پر ان علماء دیو بند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے دیو بند نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں تو وہ خود کافر ہو جائیں گے جو کافر کو کافر نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔"

جناب روحی صاحب مسائل پر کچھ کہنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا تو شریعت اسلامیہ کے ان قوانین سے پہلے واقفیت ضروری تھی یہاں صرف پروفیسریت ہی سے کام نہیں چلتا، عقائد و فقہ کے جزئیات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ اسی واسطے حرام قرار دیا گیا کہ بغیر کامل علم کے گفتگو کرے آپ نے بغیر علم کے ان مسائل میں

ہاتھ ڈالا آپ نے ایک فعل حرام کا ارتکاب کیا توبہ کیجئے اور آئندہ ایسا قدم نہ اٹھائیے۔

باب ہفتم

آپ نے زیر عنوان (باب ہفتم انگریز دوستی اور بریلوی جماعت) سنی علماء پر دوسرے انداز سے نکتہ چینی کی ہے اور انگریز دوستی کا الزام لگایا ہے آپ فرماتے ہیں۔

''ان میں سے بعض علماء نے ازاول تا آخر ملک وملت کے مفاد سے ہمیشہ مخالفت کی ہے ہم نے پچھلے صفحات میں ان کا رویہ تحریک ولی اللہی تحریک، جہاد سید احمد شہید۔ مولوی اسمٰعیل شہید، انقلاب ۱۸۵۷ء کے متعلق دکھایا ہے کہ ان علمائے کرام نے کس کس طرح ان مقدس تحریکات کو نقصان پہنچایا اور انگریزوں کو خوش کیا۔''

جناب روحی صاحب آپ کی کتاب آئینہ صداقت کی تو یہ عام بولی ہے کہ آپ نے علمائے اہلسنت پر بار بار یہ جملے کسے ہیں کہ انگریزوں کا ساتھ دیا اور ان انگریزوں کی دوستی میں وہابی کہہ کر بدنام کیا اور یہ غالباً اس لیے کہ انگریز سے ہر پاکستانی اور جدید ہندوستانی مسلمان متنفر ہو چکا ہے اس کے کردار سے عام بیزاری ہو چکی ہے اس لیے آپ نے اس سے فائدہ حاصل کیا کہ اس کا نام سنتے ہی اور یہ معلوم کرتے ہی کہ فلاں فلاں نے انگریز کا ساتھ دیا تھا ہر مسلمان اس سے متنفر ہو جائے گا۔ اچھا کیا آپ نے اس موضوع کو ترک نہ فرمایا حقیقت واضح ہو جائے گی سنیے جناب۔

انگریز سے دوستی کس نے کی مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اور پیر جی سید احمد صاحب نے، دونوں نے انگریزوں پر عدم جہاد کا فتویٰ دیا اور یہاں تک کہا جوان

سے لڑے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان سے لڑیں۔ ہم ان کی رعایا ہیں ان کی حکومت میں ہمیں امن ہے ان کی دعوتیں اڑائیں سات سات ہزار کی ہنڈیاں وصول کیں انگریز سے تخلیہ میں دو دو گھنٹے باتیں کیں فرمایئے یہ انگریز دوستی آپ کے شہیدین نے کی یا بریلوی جماعت نے۔ بریلوی جماعت کے مولانا فضل امام اور مولانا عبدالحق اور مولانا عنایت علی مصنف علم الصیغہ نے مخالفت کا جذبہ پیدا کیا اور انگریز سے جہاد کی تیاری کی تو آپ کے شہیدین نے عدم جہاد کا فتوی صادر کر کے مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دیا اور ان حضرات کو انگریزوں کی طرف سے سزائیں ہوئیں۔

آپ نے اس موضوع کو چھیڑ دیا ہے تو اور سن لیجئے۔

تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰ میں جناب گنگوہی صاحب کہتے ہیں۔

''جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش کا) فرماں بردار رہا ان جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔''

فرمایئے جناب یہ انگریز دوستی کس کا شعار ہے یہ کس کے سامنے اطاعت کا سر جھک رہا ہے اور اپنا مالک کہا جا رہا ہے۔

اور سنیئے اسی تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۳ میں ہے۔

''بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انھوں نے کمپنی کے امن وعافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔''

فرمایئے جناب یہ انگریز کی دوستی کہ اس کے خلاف قدم اٹھانے والے کو باغی ہونے کا فتوئی دیا جائے۔

اور سنئے اور دیکھئے کتاب مکالمۃ الصدرین مرتبہ طاہر احمد قاسمی مطبوعہ رحمانی پریس محلہ گڑھیا دہلی ص ۸

''مولانا حفظ الرحمٰن (سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلوی نے) کہا ''الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔''

فرمایئے جناب نام تبلیغی جماعت اور کام تبلیغ کلمہ و نماز اور عالم بھر میں شور مگر انگریز کے وظیفہ خوار، فرمایئے یہ انگریز دوستی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اور سنئے اور دیکھئے اسی مکالمۃ الصدرین کے ص ۱۰، ۱۱ کو۔ ''شبیر احمد دیوبندی صدر جمعیۃ العلماء اسلام کلکتہ نے حفظ الرحمٰن کے جواب میں کہا کہ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔''

فرمایئے جناب یہ انگریز دوستی کہ چھ سو روپیہ ماہوار وظیفہ پائیں اور فرمایئے کہ انگریز دوستی میں آپ فضلائے دیوبند کا کس قدر لمبا ہاتھ ہے۔

آپ نے اس موضوع میں دو بزرگوں کے نام لیے ہیں حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ دونوں حضرات کا کوئی فتویٰ ایسا پیش کر سکتے ہیں جس میں انگریزوں سے عدم جہاد کا ذکر ہو، ایسی تحریر دکھا سکتے ہیں جس میں دبی لچی گفتگو ہو۔ انگریز کو رحم دل بے رو ریا غیر متعصب کہا ہو۔ پھر ان پر انگریز دوستی کا الزام کیونکر صحیح ہو سکتا ہے یا یہ ہی ثابت کر دیجئے کہ ان حضرات نے انگریزوں سے وظیفہ پایا ہو۔ جناب والا یہ سب خوبیاں آپ کے فضلاء دیوبندی میں ہیں جن کی علو شان رفعت مکان کے

آپ گیت گا رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے اکمل التاریخ سے ایک طویل مضمون نقل کیا جس میں آپ کی ملازمت محکمہ افتا کا ذکر ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے قائم تھا۔ پھر سرشتہ داری کا ذکر ہے۔ اس کے بعد آپ نے لکھا۔

"آپ ملاحظہ فرمایئے کہ ایک عالم ہوتے ہوئے دنیوی اعزاز و وقار کے لیے انگریز کی ملازمت کر کے حکام وقت کو گرویدہ لیاقت بنانا یہ تو انگریز سے تعلق کا کھلم کھلا حال ہے۔" ص ۱۳۴

مگر جناب روحی صاحب اس سے زیادہ کھلم کھلا حال تو مولوی اسمٰعیل دہلوی اور پیر جی سید احمد صاحب کا ہے کہ صاف صاف لفظوں میں انگریز سے جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا اور اس کو رحمدل سرکار کہا اور انگریز کو اتنا گرویدہ بنایا کہ ہنڈی آئی اور دعوت اڑائی اور انگریز سے لڑنے والوں کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔

اور حضرت مولانا بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کا تو یہ ابتدائی زمانہ تھا انھوں نے یہ ہی پسند فرمایا کہ محکمہ افتا کی ملازمت کی اس وقت حکومت کی طرف سے دارالافتا اسی لیے قائم تھے کہ مسلمانوں کے مذہبی مسائل کا تصفیہ مسلمان عالم ہی کرے اس لیے مسلمانوں کے دینی مسائل کی حفاظت کے لیے ملازمت اختیار کی۔

پھر آپ نے لکھا۔

"اس کے صلہ میں انگریز نے ریاست حیدر آباد دکن سے سترہ روپیہ یومیہ مقرر کرا دیئے جو بعد کو گیارہ روپیہ یومیہ ہو گئے۔"

جناب روحی صاحب کیا انگریز کا پروانہ آپ ہی حیدر آباد لے کر گئے تھے جس میں نواب حیدر آباد کو لکھا تھا کہ ان کے سترہ روپیہ مقرر کر دو۔ آپ کو اس کا علم

کس طرح ہوا یا کوئی کان میں پھونک گیا۔

جناب روحی صاحب یہ تو ریاست حیدر آباد کا عام دستور تھا کہ ہر صاحب کمال کی وہ قدر کرتی تھی اور وظیفے مقرر کرتی تھی۔ یہاں تک کہ شاعروں اور ہندوؤں کے پنڈتوں کے بھی وظیفے مقرر ہوتے تھے۔ اس کو انگریز کی سفارش سے کیا تعلق اور اگر ہے تو فرمایئے کہ دارالعلوم دیوبند کو وہاں سے وظیفہ ملتا تھا۔ اکثر فضلاء دیوبند وہاں کے وظیفہ خوار تھے اور مولوی شبیر احمد عثمانی تو آخر تک وظیفہ خوار رہے فرمایئے یہ بھی انگریز سے تعلق کا کھلم کھلا حال ہے اور انگریز نے ان کے وظیفے مقرر کرائے۔

جناب انگریز کی اعانت اسے نہیں کہتے ہیں انگریز کی اعانت اور کھلم کھلا تعلق یہ ہے کہ مولوی الیاس صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب براہ راست حکومت سے وظیفہ پاتے رہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اور اگر ریاست حیدر آباد کا کچھ دینا انگریز کے کہنے سے تھا تو کیا فرمائیں گے۔ آپ سید احمد صاحب کے لیے جبکہ نواب ٹونک نے انھیں دس بیس ہزار روپیہ دیئے تھے دیکھئے۔ حیات طیبہ ص ۳۰۸

"نواب ٹونک نے بھی دس بیس ہزار روپیہ شاہ اسحٰق کی معرفت بھیجے"

فرمایئے کہ یہ روپیہ انگریزی نے بھجوائے ہوں گے۔ کیونکہ وہ انگریزی کی طاقت منظم کرنے کے لیے سکھوں سے جہاد کے لیے آمادہ ہوئے تھے۔

آپ نے زیر عنوان (مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے تعلقات) لکھا۔

"رہے ہمارے مولانا احمد رضا خاں صاحب کے تعلقات وہ ہم صرف اشارۃً بیان کرتے ہیں تفصیلات کا موقع نہیں۔ مولانا کا مدرسہ بریلی کے رئیس

اعظم سرکار انگریزی کے وفادار اور اس کے خطاب یافتہ خان بہادر رحیم داد خاں صاحب بریلوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ الخ''

جناب روحی صاحب کو جب یہاں انگریز دوستی کی کوئی چیز نہ ملی تو فرمادیا کہ تفصیلات کا موقع نہیں۔ اشارۃً بیان کرتے ہیں۔ جناب یہاں تفصیلات میں کچھ ہی نہیں جو آپ کو موقع ملے اور اشارۃً بھی بیان کیا تو رحیم داد خاں صاحب کی اعانت مدرسہ، بس

جناب روحی صاحب ایک خان بہادر رحیم داد خاں ہی کیا بھتیر نے خان بہادر اس آستانہ کے نیازمند تھے اور صرف یہ ہی نہیں بمبئی اور کاٹھیاواڑ اور رنگون اور برما اور کلکتہ کے بڑے بڑے تاجر نیازمند تھے مدرسہ کی اعانت کرتے تھے۔

اور اس طرح ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں خان بہادر سرکار سے خطاب یافتہ خان بہادر اور شمس العلماء دارالعلوم دیو بند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے معین و مددگار رہتے تو فرمایئے کہ یہ آپ کے مدرسہ بھی گورنمنٹ کے منت کش وبہی خواہ ہوئے واللہ کیا اشارہ ہے آپ کا اشارہ ہے یوسوس والے کا دوسرا ہے۔ رحیم داد خاں اگر خان بہادر تھے خطاب یافتہ تھے تو اس سے پھر کیا وہ خود گھر کے رئیس اعظم تھے اپنی ذاتی جائیداد کے محاصل سے مدد کرتے تھے اور کیوں جناب آپ نے بھی تو انگریزی اسکول میں ملازمت کی ہے اور پروفیسری کا خطاب انگریز ہی کا دیا ہوا ہے تو آپ کے لیے بھی وہ ہی اشارہ نکلتا ہے جو دوسروں کے لیے اشارہ نکلا تھا۔

آپ نے اس کے بعد لکھا۔

''ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے خلافت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ مسلم لیگ کے یہ دشمن رہے علی گڑھ تحریک کو انھوں نے بدنام کیا۔ مسلم

ایجوکیشنل کانفرنس کو انھوں نے نہ بخشا۔ پاکستان کے خلاف انھوں نے زہر اگلا۔“

جناب روحی صاحب مولانا احمد رضا خاں کے زمانہ میں کب پاکستان بنا تھا۔ مسلم لیگ اس وقت کہاں تھی یا یوں ہی اللٹیو اڑانا شروع کر دیا۔ یہ آپ کی تاریخ ذاتی ہے وہ اپنے اصول کے بہت پختہ تھے تھالی کے بیگن نہ تھے جس چیز کو انھوں نے حق سمجھا اس پر وہ پابند رہے۔ خلافت میں شرعی قباحتیں دیکھیں کنارہ کش رہے ایک عالم ربانی کا یہ ہی فرض ہے کہ دین کے معاملہ میں مداہنت سے کام نہ لے۔ علی گڑھ تحریک کو انھوں نے ہی صرف بدنام نہیں کیا بلکہ آپ کے تمام فضلائے دیو بند اس کے خلاف رہے چنانچہ تفصیل کے ساتھ مولانا عبدالحق حقانی نے تفسیر حقانی میں سید احمد خاں کا رد کیا اور اس کو گمراہ قرار دیا اور جناب روحی صاحب مسلم لیگ کی مخالفت کا الزام صرف اہلسنت کے سر پر ہے اور آپ کے فضلائے دیو بند نے، مولوی حسین احمد صاحب نے، مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے، مولوی کفایت اللہ صاحب نے، مولوی ابو الکلام آزاد صاحب نے جو مسلم لیگ کی مخالفت کی ہندوستان کو تقسیم کرایا۔ خون بہایا۔ جناح کو گالیوں سے یاد کیا، یہ کارنامے اپنے فضلاء دیو بند کے بھول گئے اور جب پاکستان بن گیا تو یہ ہی مسلم لیگ کے مخالف پاکستان کو برا کہنے والے سب سے پہلے یہاں سے بھاگے اور پاکستان پر قابض ہو گئے اور آپ بھی تو مسلم لیگ کے مخالف تھے اپنے فضلاء دیو بند کے ہم خیال اور کانگریس کے حامی تھے۔ جناح کو رافضی رافضی کہہ کر مخالفت کرتے تھے اور اب پاکستان پہنچ گئے تو بگلا بھگت بن گئے اور پکے مسلم لیگی ہو گئے۔ تف ہے ایسے ناپاک القاب پر کہ جیسا ماحول دیکھا ویسے ہی ہو گئے۔

رہ گئے اس دور کے وہ حضرات جنھوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کے ملفوظات گرامی سنے اور ان کے علم و فضل اور واقفیت مسائل شرعیہ سے

باخبر تھے انھوں نے وقت کی نزاکت کا بھی خیال کیا اور مذہب کی نوک پلک کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مسلم لیگ کی مخالفت کی نہ موافقت، سکوت سے کام لیا۔

آپ نے زیر عنوان (وصایا مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی) دو وصیتوں کا ذکر کیا اور بطور طعنہ زنی ذکر کیا۔ سنیے جناب

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی بدمذہبوں۔ بدعقیدوں کے رد و ابطال میں گذاری اور مذہب اہل سنت کی بہت بڑی خدمت انجام دی۔ طبیب کا فرض ہے کہ بوقت معالجہ جس طرح استعمال کے لیے دوائیں، غذائیں بتاتا ہے اسی طرح اس کو پرہیز بھی بتانا چاہیے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ماہر طبیب روحانی تھے جہاں انھوں نے مذہب اہلسنت کے اتباع کی تاکید کی وہاں بد مذہبوں سے پرہیز کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔

جناب روحی صاحب جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے ایک جنت میں جائے گا باقی بہتر جہنم میں (مشکوۃ) تو جنتی اور جہنمیوں کا پہچاننا ضروری ہوا یا نہیں تاکہ جنتی کا اتباع کر کے جنت کے مستحق ہوں اور جہنمیوں سے بچ کر جہنم سے بچیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ ایک جنتی گروہ صرف اہل سنت ہیں۔ باقی جہنمی لہذا فرق باطلہ سے بچنے کی وقت وفات وصیت فرمادی۔ اس وصیت سے آپ کے جگر میں کیوں تیر لگا جو حس بجبیں ہو گئے۔

دوسری وصیت متعلقہ بہ فاتحہ:۔ جناب روحی صاحب یہ وصیت وصیت بہ انفاق مال ہے۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں اپنے مال کے مالک تھے اور مالک کو حق حاصل ہے کہ اپنے مال میں سے کچھ مال کے لیے وصیت کر جائے اعلیٰحضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مال میں سے خرچ کرنے کی ایک وصیت فرمائی کہ میرا فاتحہ کیا جائے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ کے جواز واستحسان کے قائل تھے اس لیے فاتحہ کی وصیت فرمائی اور بہ ظاہر کہ بعد وفات اعلیٰحضرت ان چیزوں کو جن کا فاتحہ میں ذکر کیا گیا ہے براہ راست تو نوش فرمائیں گے نہیں بلکہ کھائیں گے حق دار اور ان کو اس کا ثواب پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم نیکی ہر نہ پاؤ گے جب تک کہ اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو گے۔ اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب باغ بیرحا ہے لہٰذا خدا کے لیے اسے خرچ کرتا ہوں یہ صدقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ محبوب چیز کا خرچ مطلوب شرع ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں ان غذاؤں کو محبوب رکھتے تھے۔ لہٰذا فاتحہ وانفاق کے لیے محبوب چیز کی وصیت فرمائی اور قرآن کریم کی آیت کے منشا پر عمل فرمایا۔

اے جناب روحی صاحب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو ان لذیذ غذاؤں پر فاتحہ کی وصیت فرمائی مگر آپ کے فضلاء میں سے تو کسی کو یہ بھی توفیق نہ ہوئی کہ باجرہ کی روٹی اور بھینس کے گوشت یا ارہر کی دال ہی پر فاتحہ کی وصیت کر جاتے وہاں تو یہ ہی حال رہا کہ مر گئے ...... نہ فاتحہ نہ درود۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مال میں سے خرچ کرنے کی وصیت فرمائیں اور آپ جیسے ناعاقبت اندیش دنیا طلبی پر محمول کریں۔ دنیا طلبی تو جب ہوتی جب یہ فرماتے کہ اگر کسی کو میری دعوت کرنا ہے تو یہ لذیذ غذائیں تیار کرنا۔ افسوس ہے آپ کی ذہنیت پر کہ بات سمجھنے اور کہنے کا بھی شعور نہیں پروفیسر تو ہیں مگر بات سمجھنے کے لیے بچوں کی سمجھ سے بھی کم سمجھ

ہے۔

مسلمانوں سے درخواست

آپ نے اس عنوان کے ماتحت جو درخواست کی ہے اس کا اکثر حصہ شریعت مطہرہ کے قانون کے خلاف ہے لہذا وہ درخواست قابل قبول نہیں۔ صحیح درخواست یہ ہے۔

آخر میں ہم مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے واسطے اللہ و رسول کا حکم قرآن شریف وحدیث کریم اور فقہ وکلام سے معلوم کیجئے اور اس پر عمل کیجئے، علمائے حق اہلسنت سے ملیئے، علمائے سوء اہل مذاہب باطلہ سے دور رہیئے صحیح فرض کو فرض۔ واجب کو واجب، سنت کو سنت۔ مستحب کو مستحب۔ حرام کو حرام، ناجائز کو ناجائز جانیئے۔ جائز ومباح کو بدعت نہ جانیئے کہ تعدی حدود اللہ نہ ہو جائے۔ بدعات اور اہل بدعات سے دور رہیے۔ جس کو حضور نے ناجی فرمایا ہے اس کا ساتھ دیجئے جس کو ناری فرمایا ہے اس سے دور رہیے کہ کہیں اس کی وجہ سے تم ہی ناری نہ ہو جاؤ۔ سنی رہیے۔ اور دیوبندی وہابی اور آزاد خیالوں کے چکر میں نہ پڑیئے اور جو مولوی ہر بدمذہب اور بدعقیدہ کو حق اور مسلمان سمجھے اس کی ہرگز نہ سنیئے وہ اسلام وکفر کو ابتک نہیں سمجھا۔ لہٰذا اس سے اسلام کا راستہ ملنا مشکل ہے وہ سب کو ایک سمجھ کر سب سے ملنا چاہتا ہے اور اپنا الو ہر کسی سے سیدھا کرنا چاہتا ہے ورنہ مسلمان کو مسلمان سمجھنا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین اسلام سے ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ یہ دور بڑا نازک دور ہے ہر جاہل تمھارے سامنے مصلح بن کر آئے گا۔ دیکھو یاد رکھو کہ اس قسم کا مولوی جو باطل وحق کی تمیز نہ رکھے تمام بد مذہبوں کو محبوب نگاہوں سے دیکھے۔ وہ میدان قیامت میں پریشان ہوگا اور ذلیل وخوار۔

روحی صاحب نہ تو آپ کو بات کرنے کا ڈھنگ ہے نہ کلام کے ربط وسلسلہ کا شعور ہے جو بات جس وقت یوسوس والے نے ڈال دی کہہ ماری۔ اگلی پچھلی سے ملتی جلتی ہو یا نہ ہو بلکہ یوں کہیے کہ دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو۔ بھلا بتایئے درخواست کے ساتھ مہاجرین پر حملہ کرنے اور ان کو برا کہنے سے کیا تعلق ہے یہ تو آپ کی ناپاک ذہنیت اور کمینگی پر دال ہے۔

یہ تو انقلاب زمانہ ہے۔ مہاجرین کی تقدیر میں مصیبتیں تھیں اٹھائیں مگر نہ اس لیے کہ آپ طعنہ لگائیں اور مذاق بنائیں۔ اور ہندوستان میں آستانے اور قبریں ہی کیا چھوڑ کے آئے بڑے بڑے عالیشان مکان، دوکانیں، تجارتیں چھوڑ کر آئے مگر الحمدللہ کہ مذہب ساتھ لے کر آئے وہاں سنی تھے یہاں بھی سنی ہی رہے وہاں لگی تھے تو یہاں بھی لگی ہی رہے۔ وہابی دیوبندی نہ ہوئے یہ نہ ہوا کہ بھارت میں کانگریسی اور پاکستان میں لیگی۔ وہابیوں دیوبندیوں نے پہنچ کر تو اپنی مکاری و حیلہ سازی سے حکومت میں جگہ لے لی عہدے سنبھال لیے اونچی اونچی تنخواہیں پانے لگے ان کے پیٹ تو اس طرح پر ہو گئے تو بچارے سنی کیا کرتے انھوں نے عرسوں اور فاتحوں سے ہی کام لیا۔ مگر یہ تو بتایئے کہ سنی مولوی تو قبریں آستانے یہاں چھوڑ گئے مگر آپ کے فضلاء نے ان پر کیوں قبضہ کیا اور کرنا چاہتے ہیں۔ کہیں خواجہ صاحب کا عرس کرا رہے ہیں۔ کہیں قطب صاحب کا عرس کرا رہے ہیں قوالی کی مجلسوں میں رونق افروز ہیں اوقاف کو ہڑپ کرنے کی فکر میں ہے۔ یہ مذہب کے خلاف حرکتیں کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ آپ سمجھے، میں بتاؤں آپ کے فضلاء کو تقسیم ہندوستان سے پہلے کانگریس کی خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں تنخواہیں ملتی تھیں۔ وظیفے ملتے تھے مگر جب کانگریس کو ضرورت نہ رہی تو یہ سب بند ہو گئیں اب رہ گئے ٹھکے ہاتھ تو کیا کریں۔ بس انھوں نے انہیں آستانوں قبروں

سے اپنا پیٹ بھرنے کی فکریں کیں۔ مگر مذہب چھوڑ کر جس کو بدعت وناجائز کہتے تھے اس پر عمل کر کر۔ خدا کا شکر ہے کہ سنیوں نے اپنا مذہب نہ بدلا جس عرس وفاتحہ سے وہاں ان کی دنیا چلتی تھی اسی سے پاکستان میں وہ وہاں بھی جائز سمجھتے تھے یہاں بھی جائز سمجھتے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ یہ لوگ ذہنی کشمکش میں مبتلا ہیں بالکل غلط صرف دنیوی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ ذہنی حالت تو دونوں جگہ ایک ہے ذہنی کشمکش میں آپ کے فضلا مبتلا ہیں کہ جس چیز کو حرام اور ناجائز کہتے تھے اب اس کو عملاً جائز کہہ رہے ہیں۔

آرزوئے دلی

اس عنوان کے ماتحت آپ نے آرزوئے دلی ظاہر کی ہے۔ ہم بھی اس آرزوئے دلی میں آپ کے شریک ہیں مگر ذرا سی ترمیم کے ساتھ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایک عقیدہ مذہب اہل سنت کا پابند رکھے۔ باقی بہتروں کو یا تو سنی بنا دے یا ختم کر دے اس لیے کہ جب تک عقائد میں اتحاد نہ ہوگا کسی چیز میں اتحاد نہیں ہوسکتا۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام بہتر فرقوں کے شر سے محفوظ رکھے اور جاہل شریعت سے ناواقف مسائل فقہ وکلام سے بے خبر لیڈروں، پروفیسروں، نام کے مولویوں سے مامون رکھے۔ آمین۔

بقایا

جناب روحی صاحب۔ آپ نے شروع کتاب میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں ایک لیڈرانہ مضمون قلم بند کیا ہے۔ اس کے متعلق بھی مجھے عرض کرنا ہے۔

آپ نے اسلام کے اتحاد واتفاق اور اس کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے نااتفاقی کی مذمت اور اس کے نقصانات کا ذکر کیا ہے۔

مگر آپ جانتے ہیں کہ اتفاق واتحاد اسی وقت رہتا ہے۔ جب سب ایک

مرکز سے متصل اور ایک دائرہ کے اندر ہیں نقصان وہ ہی پہنچائے گا جو مرکز کو چھوڑے اور دائرہ سے باہر نکلے۔ اسلام کا مرکز وہ ہے۔ جس کو حضور نے ما انا علیہ فرمایا ہے۔ اور دائرہ وہ۔ جس کو حضور نے واصحابی فرمایا ہے۔ حضور نے اسی ما انا علیہ واصحابی کو نجات والا اور جنتی کہا ہے۔ مرکز اور دائرہ کے چھوڑنے والوں کو کلھم فی النار فرما کر ہلاک شدہ اور جہنمی بتایا۔ حضور کی اس پیشنگوئی نے صاف صاف بتا دیا کہ ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا۔ جس میں لوگ مرکز و دائرہ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ پیشنگوئی تو پوری ہونی ہی ہے آپ ہزار کوششیں کریں کہ افتراق و اختلاف نہ ہو وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔ ہمارا فرض یہ نہیں ہے کہ دنیا سے افتراق و انشقاق کو مٹا دیں اور نہ یہ ہماری طاقت میں ہے۔ اس لیے کہ حضور کی پیشنگوئی کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا کہ یہ سب بہتر ختم ہو جائیں یا ان کا اختلاف نیست و نابود ہو جائے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور اپنے آپ کو ان بہتروں سے محفوظ رکھیں۔

آپ کا یہ کہنا (کہ چند فروعی اختلافات کو آڑ بنا کر اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کر رہے ہیں) خلاف واقعہ ہے۔ اگر اختلافات صرف فروعی ہوتے تو کبھی خلیج وسیع نہیں ہوتی۔ آپ دیکھئے حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ میں بڑا فروعی اختلاف ہے ہزاروں مسائل میں ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہے۔ مگر الحمد للہ کہ ان کے آپس میں کوئی دشمنی نہیں۔ کوئی ضد نہیں۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے ایک کا دوسرے کے یہاں رشتہ ہو جاتا ہے اور ہر ایک دوسروں کے ان خیالات سے جو علم فقہ سے تعلق نہیں رکھتے متفق ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ علم عقائد و کلام میں حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آج کل کا اختلاف فروعی نہیں ہے۔

بلکہ اصولی اختلاف ہے جس اختلاف کی وجہ سے وہ بہتروں میں شمار ہوئے۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ قدریہ۔ جبریہ سے اہل سنت کا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے اور عقائد کا ہے چونکہ یہ لوگ اپنے اعتقاد کی وجہ سے اس مرکز اور دائرہ سے جدا ہوگئے۔ اختلاف رونما ہوگیا۔ ہم اہل سنت الحمد للہ اسی دائرہ میں رہے اختلاف ہم نے نہیں کیا۔ بلکہ انھوں نے کیا۔

رہا اس دور کا اختلاف واللہ العلی العظیم اگر صرف فاتحہ کا مسئلہ ہوتا گیارہویں اور عرس کا مسئلہ ہوتا۔ چادر اور غلاف کا مسئلہ ہوتا تو یہ اختلاف ایسا ہی ہوتا جیسا کہ شافعیہ وحنفیہ کا اختلاف کہ یہ اختلاف صرف جواز وعدم جواز، استحسان وعدم استحسان کا ہوتا مگر اختلاف صرف اس پر منحصر نہیں عقائد میں اختلاف کیا گیا علم غیب نبی کا انکار کیا گیا۔ جو اعظم معجزات ودلائل نبوت سے ہے۔ جس کا ثبوت قرآن کی نصوص قطعیہ سے ہے ختم نبوت زمانی پر حملہ کیا گیا۔ حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم ٹھہرا کر بچوں اور پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں ایسا بتا کر حضور کی توہین کی گئی اور معاذ اللہ خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر بتایا گیا۔ یہ اختلاف ہوا اور اصولی اور اعتقادی اختلاف ہوا۔ پھر بھلا بتایئے کہ جب اسلام وکفر کا صاف وصریح اختلاف ہوا تو اتحاد تو آپ ہی غائب ہو جائے گا اور نجدی نے تو خدا کی پناہ شفاعت کا انکار کیا حضور کی حیات جسمانی کا انکار کیا۔ سفر زیارت کا انکار کیا۔ تعظیم انبیاء کا انکار کیا۔ فرمایئے یہ سب اختلاف آپ کے نزدیک فروعی اختلاف ہیں اگر آپ ان کو فروعی مسائل سمجھتے ہیں تو یقیناً آپ فروع واصول ہی سے بے خبر ہیں۔ آپ دونوں کے فرق سے نابلد ہیں آپ کو پہلے شرح عقائد شرح مواقف سایرہ وغیرہ وعلم کلام پڑھنا چاہیے تھا تب اس موضوع پر کچھ کہتے یا صرف لفظ فروع ہی یاد کیا ہے کہ ہر جگہ اسی کا استعمال۔

آپ فرماتے ہیں کہ انگریز نے اپنے اقتدار کے مضبوط کرنے کے لیے خصوصاً الخ کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انگریز نے اپنے اقتدار کے مضبوط کرنے کے لیے خصوصاً اور اپنے دوران حکومت میں عموماً ایسے بعض مولویوں (سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد الیاس کاندھلوی) کو خرید کر ہنڈی اور وظیفے دے کر ملت اسلامیہ میں اختلافات کا ایک سلسلہ پھیلایا۔ انگریز کی پالیسی آپس میں پھوٹ ڈالنا اور حکومت کرو تھی لہذا اس نے ان پیروں اور مدرسہ کے مولویوں اور خاندانی بدعقیدوں کو خرید کر خوب ان سے کام لیا۔ بعض مولویوں نے فاتحہ اور میلاد کے نام پر بدعتی کہنے کا کارخانہ قائم کیا اور بعض نے علم غیب وشفاعت وزیارت وغیرہ کے اعتقاد پر تکفیر کی مشین چلائی شروع کی اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی اور کافر کہنا اپنا شعار بنا لیا تقویت الایمان چھاپ کر مفت تقسیم کی گئی اور ملک میں افتراق کی آگ پھیلا دی حالانکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ تک یہ سب کچھ نہ تھا۔ اہل سنت وجماعت کو بدعتی کے نام سے مشہور کرنے کے نااتفاقی اور تنفر کا بیج بویا اور فرنگی کی مدد سے ملک میں اسی قسم کا لٹریچر تقویت الایمان، مسائل اربعین تحذیر الناس فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، اور ماہواری رسالے مذہبی لٹریچر کے نام سے وجود میں لائے گئے خود انگریز نے بھی اس قسم کے لٹریچر میں مدد دی جس سے ان علماء وہابیہ دیوبندیہ نے فائدہ اٹھایا۔ دیکھئے سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو برابر انگریزوں نے بنام جہاد رقمیں دیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور محمد الیاس صاحب کو وظیفے دیئے، نواب ٹونک نے رقمیں بھیجیں، حیدرآباد سے وظیفے ملے اور اب وقت قریب میں ہندو نوازی سے کام لیا کانگریس سے رقمیں وصول کیں اور مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیا۔ اور مسلمانوں کو جو نقصان پہنچایا وہ

اظہر من الشمس ہے پھر یہ ہی نہیں۔ پاکستان پہنچنے کے بعد بھی وہ ہی بدعت اور شرک کے فتوی جاری۔ حیرت ہے کہ انھوں نے پاکستان اور مسلم لیگ کی کھلے بندوں مخالفت کی۔ تقریریں کیں۔ شہر بہ شہر قریہ بقریہ مولوی حسین احمد صاحب اور مولوی حفظ الرحمٰن صاحب اور بعض وہ جواب پاکستان میں موجود ہیں۔ خصوصاً روحی صاحب نے مسلم لیگ کو برا کہا پاکستان کے وجود کو خطرناک بتایا۔ مگر سب سے پہلے وہاں جادھمکے کل تک تھی تو بعض۔

جناب روحی صاحب آپ نے ص ۳ کے مختصر حاشیہ سے جو عبارت نقل کی وہ حضرت بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے۔ بلکہ محمد صادق صاحب مارہروی نے لکھا ہے آپ کا اس عبارت کو حضرت کی طرف نسبت کرنا بالکل افترا و بہتان ہے اور جو اس سے نتیجہ اخذ کیا وہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ جب حضرت مولانا نے یہ کتاب لکھی ہے اس وقت تک تو حالات نجدیان منضبط ہی نہیں ہوئے تھے اور وہ انگریزی تاریخ وجود میں بھی نہیں آئی تھی ہاں جب دوبارہ یہ کتاب چھپی ہے اس وقت تک یہ تاریخ مرتب ہو چکی تھی اس لیے اس وقت حاشیہ میں محشی نے ظاہر کر دیا اور انگلستان کی تاریخ میں جو کچھ لکھا گیا۔ آپ کے پاس وحی آ گئی کہ اس کے اتباع میں یہاں کے علماء نے اس کو برا بھلا کہا۔ اگر یہی بات ہے تو آپ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند کو کیا کہیں گے۔ کیا انھوں نے بھی اسی انگلستان کی تاریخ کی رو سے نجدیوں کو ظالم فاسق خونخوار باغی خارجی کہا اور اس کے عقائد کو خبیث قرار دیا۔ جواب دیجئے اور آپ کے فضلاء دیوبند نے بھی اس طرح انگریزی حکومت کی خدمت ادا کی جس کے صلہ میں نوابوں اور رئیسوں نے اور خود انگریز نے وظیفے دیئے اور مدرسوں کی چندے دلوائے فرمایئے کیا جواب ہے۔

آپ نے مقدمہ کے آخر میں خلیل احمد بھراچی کا ذکر کیا ہے۔ جس نے فسادی ملا رسالہ لکھا۔ آپ کو کیا معلوم کہ واقعہ کیا ہے۔ قصبہ مہرا جگنج ضلع بہرائچ میں جلسہ تھا علماء اہل سنت کا اجتماع تھا کہ اتنے میں یہ خواجہ خلیل احمد پہنچے انھوں نے چاہا کہ جلسہ میں میں بھی تقریر کروں۔ اہلسنت کو اس کی بدمذہبی کا حال معلوم تھا تقریر کا موقعہ نہ دیا اور نہ کوئی خاطر تواضع کی یک بنی و دو گوش وہاں سے رفو چکر ہوا۔ اس سے جل کر اس نے رسالہ لکھ مارا اور انتہا درجہ کے افترا او بہتان سے کام لیا۔ اس رسالہ کے بعد جو ان کی اس ضلع میں گت ہوئی تو انھیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا اس کے علاوہ عزیز گرامی مولانا محبوب علی صاحب لکھنوی نے تاریخ اعیان وہابیہ تصنیف فرما کے اس کے کرتوت کی مکمل سزا دے دی کہ جس کے بعد اس نے ابتک سر نہ اٹھایا۔

وہی فسادی ملا آپ کے گھر پہنچا اور اس کو اپنا امام و پیشوا بنا کر آپ نے یہ رسالہ لکھ ڈالا جیسے امام ویسے مقتدی، وہ بھی علم دین سے کورے آپ بھی ویسے ہی ناواقف، خیر ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ اس کے جواب میں یہ چند سطور پیش کر دیے ذرا نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائے گا آپ کہتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری یہ کوشش الخ جناب آپ کی یہ کوشش حقارت کی نظر سے دیکھی جائیں گی۔ اس لیے کہ آپ نے خود اپنے کیے پر عمل نہ کیا آپ نے نصیحت فرمائی کہ ان فروعی باتوں میں زیادہ بحث و تحمیص نہ کی جائے اور اتفاق و اتحاد سے زندگی گزاریں مگر آپ نے خود ایک فساد کا دروازہ کھولا اور علمائے اہل سنت پر ناپاک الزام لگائے اور آگ بھڑکا دی اجی جو کچھ ابتک ہو چکا تھا آپ کو خلیل احمد کے مختصر سے ناتمام تبصرہ کے بعد مکمل تبصرہ کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں آپ کی اس حرکت کا دندان شکن جواب لکھنا پڑا اور بات بڑھی مگر آپ بھی کیا کرتے

ہندوستان میں سب کچھ چھوڑ کے گئے وہاں خالی ہاتھ پہنچے۔ سنیوں نے تو اپنا گذارا عرس فاتحہ سے کرلیا آپ کے مردے تو اس قابل ہی نہیں کہ ان کی فاتحہ یا عرس ہو سکے۔ ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گئے تو یہ رسالہ میں لکھ مارا کہ اس کے سہارے کچھ دال دلیا پیٹ کو ہو جائے گا۔

جناب روحی صاحب آپ نے باب اول کے ماتحت تمہید کے عنوان سے جو مضمون قلمبند کیا ہے وہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ مالیخولیا والوں کی طرح کچھ سوچا اور اسی کو حقیقت سمجھ لیا۔

آپ کہتے ہیں۔

''مگر برصغیر پاک وہند میں جیسے جیسے مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کو دھکا لگا اور ان کی حکومت کی بنیاد میں تزلزل پیدا ہوا اس وقت سے ان میں فرقہ بندی کی ایسی ہوا چلنی شروع ہوئی کہ جس نے ان کو برباد کرکے رکھ دیا''

جناب روحی صاحب ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ کچھ تاریخ سے واقف ہوں گے مگر ہمارا خیال غلط نکلا اور آپ کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ اس فن سے بالکل کورے ہیں۔

فرمائیے کہ اسلام میں یہ مختلف فرقے پیدا ہونے والے شیعہ، خارجی، معتزلہ، قدریہ، جبریہ، مجسمہ، کب ظہور میں آئے کیا یہ بھی ہندوستان کی حکومت اسلامیہ کے بعد ظاہر ہوئے اجی جناب ہندوستان اور ترک میں تو اسلامی حکومت کا وجود بھی نہ تھا اور یہ فرقے موجود تھے۔ شیعہ، خارجی وغیرہ خلفائے بنی امیہ اور عباسیہ کے زمانہ ہی میں ظاہر ہو گئے تھے اس قدر غلط بیانی اور تاریخ سے ناواقفیت۔

پھر آپ کہتے ہیں۔

مسلمانوں کی حکومت ختم ہو رہی تھی اور اس کی جگہ انگریزوں کی حکومت قائم ہو رہی تھی۔ انگریز نے دیکھا کہ اس کی تمام کوششیں ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ میں بیکار ہو چکی ہیں لہذا اس نے مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ ڈالنے کی کوششیں کیں تا کہ مسلمانوں کی قوت کمزور ہو جائے اور انگریز کا سیاسی مقصد پورا ہو جائے۔ انگریز نے بہت غور و فکر کے بعد ہندوستان میں ایسے لوگوں کو اپنایا جن کا ذریعہ معاش قبر پرستی پیر پرستی اور خانقاہوں پر گزر اوقات تھی یہ گروہ عام طور سے مسلم عوام پر چھایا ہوا تھا اور مسلمانوں کی زندگی کو غیر اسلامی روایات و رسومات سے بھر دیا تھا ان لوگوں کو انگریز نے خریدا۔ دوسری طرف کچھ ایسے لوگ تھے کہ جن کی زندگی قرآن و حدیث کے تابع تھی جن کا مقصد حیات خدا کے حکم کی فرماں برداری تھا جن کو سنت رسول سے ذرہ برابر ہٹنا گوارہ نہ تھا اور جن کی نظر میں انگریز کی حکومت مسلمانوں کی بربادی کا پیش خیمہ تھی اور جو مغلیہ حکومت کی بربادی کے بعد دوبارہ ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لیے کوشاں تھے الخ۔

جناب روحی صاحب۔ آپ نے غلط تخیل قائم کیا واقعیت سے بہت دور، دیکھئے قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ اکثریت کی قوت توڑی جاتی ہے اور اقلیت کو مدد دے کر اکثریت کے کچلنے کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اکثریت انہیں لوگوں کی تھی جن کو آپ قبر پرست اور پیر پرست کہہ رہے ہیں جن کی آمدنی قبروں اور عرسوں کی نذریں بتا رہے ہیں چنانچہ آپ نے اپنے اس قول میں "یہ گروہ عام طور سے مسلم عوام پر چھایا ہوا تھا۔" ان کی اکثریت کو تسلیم کر لیا۔ انگریز کو خطرہ انہیں سے تھا کہ اکثریت والا جتھا اگر مخالفت پر آمادہ ہو گیا تو بات بگڑ جائے گی۔ اس نے اس اکثریت کو توڑنے کے لیے اقلیت کو مدد دی اور جن کو آپ نے قرآن و حدیث کے تابع بتایا انہیں کو انگریز نے خریدا اور اس اکثریت کو ان اقلیت کی

زبانی بدعتی اور مشرک کہلوا کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا کہ یہ آپس کے جھگڑوں میں پھنس جائیں گے۔ ہم سے غافل ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس کی یہ کوششیں اول سے آخر تک جاری رہیں شروع شروع میں سید احمد اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو خریدا۔ جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پھر اس نے سید احمد خاں کو مول لیا۔ چنانچہ آپ کے مسلم و معتمد جناب مولانا عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی فرماتے ہیں۔

"اسی کنبے میں سے ایک شخص سید احمد خاں صاحب بہادر بھی پیدا ہوئے یہ شخص ابتدا میں مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی قدر صرف نحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کی اور اپنی لیاقت خداداد سے کوئی اچھا عہدہ بھی پایا پھر تو پکے وہابی متبع مولوی اسمٰعیل صاحب ہو گئے اس عرصہ میں غدر ہو گیا اور سید صاحب اپنی خیر خواہی اور حکام رسی سے بڑی ترقی کر گئے اور اپنی خوش بیانی اور عالی دماغی سے انگریزوں میں بڑے فاضل یا فلاسفر باوقار مانے گئے۔ اور سی ایس آئی کا لقب حاصل کیا اور کچھ عجب نہیں کہ گورنمنٹ برٹش ۱۸۵۷ء کے فساد سے پر غدر ہوا اور سید صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ کو نہ صرف اطمینان دلایا بلکہ خیالات مذہبیہ کے گرانے کا بھی بیڑا اٹھایا ہو۔"

جناب روحی صاحب۔ دیکھا آپ نے اپنے فاضل کا محققانہ بیان کہ انگریز نے سید احمد خاں کو کس طرح خریدا اور یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ سید احمد خاں وہابی تھے اور وہابیت میں مولوی اسمٰعیل کے متبع تھے تو کس کو خریدا، وہابی کو اور گورنمنٹ کی مدد کس نے کی، وہابی نے، اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سید احمد خاں اور مولوی اسمٰعیل بھی پکے وہابی تھے تو انگریز نے شروع میں کس کو خریدا وہابی کو اور کس نے

انگریز کے پنجے جمائے، وہابی نے۔

پھر انگریز نے مولوی اشرف علی کو خریدا، مولوی الیاس کو خریدا، ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ دونوں وہابیانہ خیال کے اور وہابیانہ عقائد کے مبلغ تھے تو کس کو خریدا، وہابی کو، کس نے مدد کی، وہابی نے۔ اب فرمایئے کہ قبر پرست پیر پرست کی قوت توڑنے کے لیے انگریز نے کس سے کام لیا۔ اول سے آخر تک وہابیوں سے، یہ ہی وہ وہابی ہیں جن کو آپ نے متبع قرآن وحدیث بتایا جن کا مقصد حیات خدا کے حکم کی فرماں برداری اور سنت رسول پر عمل کرنا بتایا۔ فرمایئے اتباع قرآن وحدیث یہ ہی ہے کہ انگریزوں کے پنجے جمائیں۔ اس کی مدد کریں اس کے خلاف عدم جہاد کے فتوے دیں اور انگریزوں سے جہاد کو حرام قرار دیں اسے رحمدل اور امن والی حکومت لکھیں۔ وظیفے لے کر مسلمانوں کو بدعتی مشرک بتائیں۔ یہ لوگ ملت اسلامیہ کے تحفظ کے کوشاں تھے یا حکومت برطانیہ کے دلال اور پٹھو تھے۔ جناب روحی صاحب ہوش سنبھالیے اور واقعات کو تاریخ کی روشنی میں دیکھئے غلط بیانی سے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیجئے۔

آپ فرماتے ہیں۔

”اس کے بعد نت نئے بدعت کے دروازے کھول دیئے اور اپنے مخالف گروہ کو وہابی کے لقب سے پکارنے لگے۔“

جناب روحی صاحب آپ کی ساری کتاب لفظ وہابی پر رونے اور اسی کی تعزیت سے پر ہے آپ کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کلیجہ چھلنی ہوتا ہے جب سنی کسی بد مذہب کے لیے لفظ وہابی استعمال کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ سے آپ چڑھتے ہیں جیسے بعض لوگ کریلے اور گلاب جامن سے چڑھتے ہیں۔ مگر آپ اپنا سر پکڑ کر رویئے کہ جس کو اہل سنت وہابی کہتے ہیں اسی کو آپ کے فضلائے دیوبند

بھی وہابی اور خبیث وہابی کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے مانے ہوئے مفسر تفسیر حقانی تو صاف لفظوں میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کو لفظ وہابی کا خطاب دے چکے۔

آپ نے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کا ذکر کر کے کہا۔ "ان لوگوں نے مسلمانوں کو فروعی مسائل میں الجھائے رکھا وہ مسائل کیا تھے۔ میلاد شریف۔ قیام میلاد۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔ برسی۔ نذر۔ فاتحہ۔ نذر غیر اللہ۔ علم غیب۔ انگوٹھوں کا چومنا۔ قبر پر بعد تدفین اذان کہنا۔ عرس کرنا۔ چادریں چڑھانا۔ آمین بالجہر، رفع یدین قبر پرستی پیر پرستی محرم کا کھچڑا اور شربت۔ شب برات کا حلوہ۔ غرضیکہ اسی قسم کے بہت سے بدعتی اور فروعی مسائل نکال کر مسلمانوں کو کافر و ملعون و مردود ٹھہرایا۔"

جناب روحی صاحب آپ کے منظور نظر وہابیوں نے اہلسنت کے ان معمولات کو بدعت حرام ناجائز اور شرک بتا بتا کر مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک ٹھہرایا اور اختلافات کا ایک طومار کھڑا کر دیا۔ یہ معمولات تو مسلمانوں کے قدیم سے رائج تھے آپ کے وہابیہ نے تو جنم بھی نہ لیا تھا اور یہ معمولات تھے آپ کے وہابیہ نے کیوں انہیں ناجائز و حرام و شرک کہا۔ اور ایک اختلاف کی بنیاد ڈالی۔ انہیں یہ سب کچھ نہ کرنا تھا نہ کرتے مگر دوسروں پر اعتراض کرنے اور ان معمولات کو بدعت قرار دینے کا کیا حق تھا۔ کیا قرآن وحدیث وہ ہی سمجھتے تھے حقیقی اتباع کے انھوں نے ٹھیکے لے لیے تھے۔ جب انھوں نے ناجائز کیا تو علمائے اہل سنت نے جواز کے دلائل و براہین پیش کیے اور دانت کھٹے کر دیئے۔ مگر پھر بھی ان مسائل کے انکار پر کسی کو کافر نہ کہا۔ آپ کا یہ کہنا کہ ان فروعی مسائل میں کافر مردود کہا، صرف بہتان و افترا ہے۔ کافر کہا اسے جس نے خدا کی طرف امکان کذب کی

نسبت کی، ختم زمانی پر حملہ کیا۔ حضور کی توہین کی۔ اور اس میں کسی بڑی سی بڑی شخصیت کی پروانہ کی۔ خواہ وہ شہید کہلاتے ہوں یا قطب وقت یا شیخ الھند یا شیخ الاسلام۔

غرض کہ جس کی بات اپنے نزدیک اور اپنی تحقیق میں خلاف مذہب اسلام و مسلک اہلسنت دیکھی مداہنت نہ کی اور بلا رو رعایت شریعت مطہرہ کا قانون سنا دیا۔ ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کیا۔

آخر نہ رہا گیا آپ سے تو آپ نے پیر مغاں سر سید احمد خاں کا بھی ذکر کر دیا اور ہونا چاہیے تھا اس لیے کہ پروفیسری تو انہیں کے دم قدم سے جناب کو ملی۔ جناب روحی صاحب سید احمد خاں کے متعلق وہ پڑھیے جو مفسر تفسیر حقانی نے نیچری کے زیر عنوان تفسیر حقانی میں لکھا ہے۔ جس کا کچھ حصہ ہم نقل کر چکے ہیں اس وقت آپ کی آنکھیں کھلیں گی۔ کہ آپ کے سید احمد خاں نے مذہب کو کس قدر نقصان پہنچایا اور مسلمانوں کو کس طرح برطانیہ کے پنجہ میں پھنسایا۔ اور چونکہ وہ بھی وہابی تھا اس لیے اس کو علمائے اہلسنت نے برا کہا تو آپ چڑھ گئے۔

اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مولانا عبد الباری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر کیا ہے، جناب روحی صاحب مولانا عبد الباری صاحب وہ ہیں جو آپ کے نزدیک قبر پرست، پیر پرست۔ گیارہویں اور عرس والے کہلاتے ہیں۔ سنی تھے اور آپ کی تحقیق کے مطابق بدعتی تھے۔ وہ قوالی بھی سنتے تھے۔ اور یکم ربیع الاول سے ۱۲ تک روز آنہ بڑے تکلف سے مجلس میلاد شریف کرتے تھے میں خود ذاتی طور سے واقف ہوں اس لیے کہ میں خود فرنگی محل مدرسہ نظامیہ کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں۔ حضرت مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ سے خاص طور پر شرح چغمینی پڑھی ہے۔ مگر زمانہ خلافت میں کچھ باتیں ان سے سرزد ہو گئیں جن پر اعلیٰحضرت نے

گرفت فرمائی آخر کار وصال سے کچھ پہلے خدام الحرمین کے جلسہ میں علماء بریلی شریک ہوئے اس وقت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مصافحہ نہ کیا اور ان کے یہاں قیام سے بھی انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے آپ پر جو اعتراضات کیے ہیں ان باتوں سے رجوع کیجئے۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمتہ اللہ علیہ کی کوشش سے تحریر دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود فرنگی محل گئے دونوں میں مصافحہ و معانقہ ہوا۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں نے حضرت مولانا عبدالباری کے ہاتھ چومے اس لیے کہ وہ صحابی کی اولاد میں ہیں اور وہیں قیام فرمایا۔ فقیر اس موقعہ پر موجود تھا۔ اس خوشی میں دار الشفا کی برفیاں آئیں اور باقاعدہ فاتحہ ہوا اور تقسیم ہوئیں۔

جناب بروحی صاحب عبرت حاصل کیجئے اس واقعہ سے اور دیکھیے حقانیت بریلوی اور بقول آپ کے رضا خانیوں کی اور ملاحظہ فرمایئے حق پرستی و بے نفسی حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی۔ مولیٰ تعالیٰ اعلیحضرت کی سی حق گوئی۔ اور مولانا عبدالباری صاحب کی سی حق پرستی سب کو عطا فرمائے۔ مگر اس حق گوئی کی قدر و منزلت اسی نے کی جو سنی تھا۔ وہابی۔ دیوبندی کیا قدر کرے گا۔ اور یہ حق پرستی اسی نے کی جو سنی تھا۔ وہابی، دیوبندی کیا حق پرستی کرے گا۔ اسے لڑنا آتا ہے اور سینہ تاننا۔ میں یہاں آپ کو ایک نکتہ سمجھا دوں اگر سمجھ میں آ جائے۔

حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خدا اور نبی اور ولی کی شان میں گستاخی نہ کی تھی توہین آمیز کلمات استعمال نہ کئے تھے صرف چند باتیں تھیں جن پر اعتراضات تھے اس لیے ان سے حق پرستی کا مادہ سلب نہ ہوا تھا اس کی

روشنی باقی تھی۔ لہذا حق کو قبول کرلیا اور خدا نے توفیق بخشی۔ وہابیہ، دیوبندیہ نے خدا اور اس کے حبیب اور اولیاء کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اس لیے حق پرستی کا مادہ سلب ہو گیا۔ خدا کی توفیق نے دستگیری نہ کی لہذا حق کو قبول نہ کر سکے اپنے وقار دنیوی کو قائم رکھا اور یہ کہتے رہے کہ اس کا یہ مطلب ہے وہ مطلب ہے مگر توبہ نصیب نہ ہوئی وقار اخروی کھو بیٹھے ایسے لوگوں کے لیے خدا نے فرمایا ہے۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔

اہل سنت و جماعت

آپ نے اس عنوان کے ماتحت تو یہ تسلیم کرلیا کہ اہل سنت ہی اسلام کا وہ فرقہ ہے جو عموم و کثرت کے ساتھ اب بھی باقی ہے اور یہ بھی آپ نے تسلیم کرلیا کہ بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور ختم ہو گئے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک بات اور آپ کو کہہ دینی چاہیے تھی جو بہت ضروری تھی۔ وہ یہ کہ حضور کی پیشین گوئی کے مطابق ناجی اور جنتی اولیک علی ھدی من ربھم واولیک ھم المفلحون۔ یہی فرقہ ہے اور باقی بہتر فرقے کلھم فی النار ہیں۔ حضور کے اس فرمان سے آپ نے گریز کیوں کیا۔ کیا باقیوں کو جہنمی کہنا۔ آپ کو دکھ پہنچاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں ''اگرچہ ایک صدی سے قبل اس کے مقابل شیعہ فرقہ سمجھا جاتا تھا مگر آج سنی کے مقابل فوراً وہابی سمجھا جاتا ہے۔'' آپ نے غلط کہا ہر فرقہ باطلہ کے مقابلہ میں سنی کا لفظ تھا معتزلہ کے مقابلہ میں، قدریہ جبریہ مجسمہ کے مقابلہ میں، خارجی اور شیعہ کے مقابلہ میں غرضیکہ جو فرقہ باطلہ جس زمانہ میں تھا اس کے مقابلہ میں لفظ سنی تھا۔ اب اس کے وقت برسر ہنگامہ وہابی ہے اور اہل سنت کے عقائد سے مختلف ہے اس لیے اب زیادہ تر اس کا استعمال وہابی کے مقابلہ میں ہوتا ہے اس لیے کہ وہابی تو سنی کہلایا ہی نہیں جا سکتا۔ جیسا کہ معتزلی سنی نہیں کہلایا جاتا

تھا۔ اب رہا انشقاق وافتراق تو اس کی نحوست اسی کے سر تھپے گی جو اہل سنت کے خلاف عقائد ایجاد کر کے اہل سنت سے جدا ہو گیا اور فسادی بن کر جنگ وجدال کی آگ بھڑکائی اور اپنی اقلیت کو اکثریت میں لانے کے لیے توڑ پھوڑ شروع کی، اور مدد انگریز سے لی، وظیفے انگریز سے لیے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ بار بار عام لفظ مسلمان مسلمان بول کر تمام فرق باطلہ کو ایک میں سمیٹ سکتے ہیں۔ جبکہ صاف وصریح یہ موجود ہے کہ انھیں کلمہ گویوں میں سے بہتر ناری ہوں گے۔ ان ناریوں سے آپ کو کیوں محبت ہے ان کے غم میں آپ کیوں پگھلے جاتے ہوں۔ زبان وقلم کو ان کی تعزیت میں کیوں استعمال کرتے ہیں۔

آپ نے عنوان سنت وجماعت کے ماتحت سنت وجماعت کے جو معنی سمجھائے وہ تو قریب قریب لفظ سنت اور جماعت سے خود ماخوذ ہوتے ہیں۔ بتانا آپ کو یہ چاہیے تھا کہ اس کا صحیح مصداق اسلام کے فرقوں میں سے کون سا فرقہ ہے یوں تو ہر شخص اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہنے کا حقدار بنتا ہے۔ اب ہم آپ کو بتائیں کہ صحیح مصداق کون ہے سنیے۔ وہ ہے جو شیعہ اور خارجی نہ ہو۔ معتزلہ اور قدریہ نہ ہو۔ مجسمہ اور مرجیہ نہ ہو اور غیر مقلد نہ ہو، چکڑالوی نہ ہو۔ قادیانی نہ ہو۔ نیچری نہ ہو اور وہابی اور دیوبندی نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام دنیا کے تمام تفرقوں کو مٹا کر تمام دنیا کی ایک عمومی برادری قائم کرنے آیا تھا۔" بالکل صحیح ہے۔ مگر ستیاناس ہو خارجی اور شیعہ کا، معتزلہ اور قدریہ کا، وہابی اور دیوبندی کا، جنھوں نے اس عمومی برادری کو قائم نہ رہنے دیا اور فرقہ فرقہ ہو کر اہل سنت وجماعت سے جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اپنی جگہ ہے اس نے لفظ المومنون فرما کر اخوت قائم کی پس جو صفت المومنون سے جدا ہو کر کلھم فی النار کا مستحق ہو گیا وہ مومنین کا بھائی کیسے ہو سکتا ہے۔ جناب روحی صاحب الفاظ کی رو

میں نہ بہیے۔ حقیقت پر نظر ڈالیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط مستقیم اور دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خط کھینچ کر جو تفہیم فرمائی آپ نہ سمجھ پائے۔ حضور نے خط مستقیم اپنا راستہ بتایا۔ یہ ہی راستہ اہل سنت کا ہے۔ دائیں بائیں کے خطوں کے متعلق فرمایا کہ ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ یہ دائیں بائیں مختلف راستے وہ ہی ہیں جو خارجیت اور رفض اور اعتزالی اور وہابیت کے نام سے موسوم ہیں اس لیے کہ تابعین کے زمانہ سے لفظ اہل سنت مشہور ہوا اور الحمد للہ کہ اپنی اسی شان سے اب تک چلا آرہا ہے۔ مگر دائیں بائیں نام بدلتے رہے اعتزالی جب بدنام ہوا تو اصحاب التوحید داعی الی التوحید نام رکھ لیا۔ اہلحدیث کہلانے لگے۔ جب وہ بدنام ہوئے تو تبلیغی جماعت اور اسلامی جماعت نام رکھ لیے۔ حقیقت سب کی وہ ہی وہابیت، لباس بدلتا رہا۔ اب جناب روحی صاحب آپ کوئی اور نام رکھ کر جماعت بنا لیجیے۔

عقائد میں وسعت طلبی

اس عنوان کے ماتحت آپ نے لکھا کہ "اسلام نے اصول دین کو چھ دفعات میں یکجا کر دیا ہے اور وہ ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالکتاب، ایمان بالملائکہ، ایمان بالیوم الآخر اور ایمان بالتقدیر۔ یہ دفعات صحابہ کے عہد میں بالکل سادہ تھے مگر جیسے جیسے مسلمانوں میں خیال آرائی بڑھتی گئی۔ ان مسائل میں نئے نئے مسائل بڑھتے گئے۔"

جناب روحی صاحب۔ ان دفعات کے ماتحت بڑی بڑی تفصیلات ہیں جن تفصیلات میں سے کسی کا انکار منافی ایمان ہوگا۔ مثلاً ایمان باللہ میں یہ ضروری ہے کہ اس کی تمام صفتوں کو قدیم ازلی، ابدی ممتنع الزوال ماننا ہوگا اور ہر صفت

عیب ونقص سے پاک اور منزہ جاننا ہوگا۔ صدق بھی اس کی ایک صفت ہے جو صفت کمال اور لازوال ہے کذب ایک عیب ونقص ہے۔ مگر جب مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اور ان کے اتباع میں دیوبندیہ نے خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر مانا تو خدا کی صفت صدق پر ایمان نہ ہوا تو پھر خدا پر ایمان کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ایمان بالرسل میں ان کی تعظیم وتوقیر کا بجالانا ہے۔ جس کا تعلق ان کی ذات سے بھی ہے اور صفات سے بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں ان کی خاتمیت زمانیہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتائے یا بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں۔ ایسا کہے یا حضور کے وصف ختم زمانی پر حملہ کرے تو یہ حضور پر ایمان متصور نہ ہوگا۔ سمجھے صاحب۔

پھر یہ بھی یاد رکھیے کہ بعض مسائل ضروریات دین اسلام سے ہیں کہ جن میں سے کسی ایک کا انکار کفر قطعی اور ارتداد یقینی ہے۔ وہ وہ ہی ہیں جو چھ دفعات اور ان کی تفصیلات ہیں۔ فرقہ ہائے اسلام میں سے بعض فرقوں نے اگرچہ بظاہر ان چھ دفعات کا اقرار تو کیا لیکن کتاب وسنت سے ثابت ہونے والے دوسرے مسائل کا انکار کیا۔ جیسے شیعہ نے خلافت شیخین سے انکار کیا معتزلہ نے رویت باری، شفاعت، پل صراط، وزن اعمال سے انکار کیا۔ اس لیے اہل سنت و جماعت نے اپنے آپ کو ان فرق باطلہ سے ممتاز رکھنے کے لیے اور صحیح صراط مستقیم بتانے کے لیے ان مسائل کی تفصیل بڑی شرح وبسط سے فرمائی۔ جو ضروریات مذہب اہل سنت سے شمار کیے گئے ان میں سے کسی کا انکار ابتداع فی الدین اور مذہب اہل سنت سے خروج شمار کیا گیا۔ آج کل وہابیہ حضور کے اور اولیاء کے علم غیب کے قائل نہیں، شفاعت کے قائل نہیں حضور کی حیات جسمانی کے قائل نہیں

استمداد کے قائل نہیں، جواز ندائے نبی و ولی کے قائل نہیں۔ یہ مسائل اہلسنت کے متفقہ مسائل ہیں وہابیہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لہذا وہ اہلسنت والجماعت سے جدا اور مبتدع شمار کئے گئے۔ جناب روحی صاحب اس کو سمجھئے۔

آپ فرماتے ہیں اور آج کل ان لوگوں نے اہل سنت ہونے کا دارومدار چند خودساختہ غیر اسلامی بدعتانہ اور مشرکانہ رسموں پر رکھا ہے۔"

جناب روحی صاحب معمولات اہلسنت کو بدعتانہ اور مشرکانہ رسمیں قرار دینا یہ ہی کھلی ہوئی وہابیت ہے۔ جناب کہہ دینا اور گھر بیٹھ کر قلم چلا دینا تو بہت آسان ہے اور خصوصاً آج کل آزادی کے زمانہ میں مگر جب آپ سے مطالبہ کیا جائے کہ ثابت کیجئے کہ یہ بدعت یا شرک کی رسمیں ہیں۔ تو بغلیں جھانکنے لگیں گے۔ پسینہ آ جائے گا۔ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا منہ چھپائے پھریئے گا۔

بدعت

آپ نے اس عنوان کے ماتحت بدعت پر گلفشانی فرمائی ہے اور بدعت کی تعریف کی ہے۔ وہ بھی قابل غور ہے اور ہمارا آپ کا فیصلہ اسی پر ہے آپ فرماتے ہیں۔

"اس سے بدعت کی حقیقت ظاہر ہوتی اور وہ یہ ہے کہ بدعت دین حق کے اندر کسی ایسی چیز کا باہر سے اضافہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اور بتائے ہوئے دین میں نہیں نہ اس کی اصل موجود ہے اور نہ اس کی نظیر موجود ہے اور نہ وہ قرآن وحدیث سے مستنبط ہے۔"

جناب روحی صاحب اگر اس کی اصل موجود ہے اور نظیر بھی پائی جاتی ہے تو وہ چیز تو بدعت نہ ہوگی۔ یہ تو آپ کو تسلیم ہے پس ہم کہتے ہیں کہ میلاد و قیام فاتحہ، عرس، اذان برقبر، چادران سب کی اصل ونظیر موجود ہے لہذا بدعت نہیں اگر آپ

کو ان کے دلائل و براہین دیکھنا ہوں تو نظر انصاف سے رسائل اہلسنت ملاحظہ فرمائیے اگر وہ میسر نہ ہوں تو فقیر کا رسالہ ''تھافت الوہابیہ'' کا باب دوم سنت و بدعت کا بیان دیکھئے خاطر خواہ تسلی ہو جائے گی۔

آپ فرماتے ہیں۔

''اس جماعت نے بدعت کی بھی دو قسمیں قرار دے دیں ایک بدعت حسنہ اور ایک سیئہ بدعت، ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے کہ بدعت حسنہ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ صاف صاف حدیث میں کل بدعۃ ضلالۃ ہے۔''

جناب روحی صاحب آپ کو دین و مذہب کی کتابوں سے تو واسطہ نہیں یا دیکھنے اور سمجھنے کی توفیق نہیں۔ آپ صرف دو قسموں پر طعنہ زنی کر رہے ہیں حالانکہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت محرمہ (۲) بدعت واجبہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ۔

ملا علی قاری مکی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ قال الشیخ عز الدین ابن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد۔ البدعة اما واجبة کتعلم النحو لفهم کلام الله ورسوله و کتدوین اصول الفقه والکلام والجرح والتعدیل واما محرمة کمذهب الجبریة والقدریة والمرجئة والمجسمة والرد علی هولاء من البدع الواجبة لان حفظا الشریعة من هذه البدع فرض کفایة و اما مندوبة کاحداث الروابط والمدارس و کل احسان لم یعهد فی الصدر الاول و کالتراویح ای بالجماعة العامة والکلام فی دقائق الصوفیه و اما مکروهة کزخرفة المساجد و تزئین المصاحف یعنی عند الشافعیة واما عنه الحنفیة فمباح و اما مباحته کالمصافحة

عقيب الصبح و العصراى عند الشافيعة ايضاً و عند الحنفية مكروه

علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں قال العلماء البدعة خمسة اقسام واجبة و مندوبة و محرمة و مكروهة و مباحة۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مجموعہ فتاوی میں فرماتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہر بدعت بمعنی مذکور مذموم ہو بلکہ بعض واجب ہیں اور بعض حرام ہیں اور بعض مندوب اور بعض مکروہ اور بعض مباح (ملتقطاً)

فرمایئے ان حضرات نے جو بدعت کی قسمیں فرمائیں تو کیا یہ لوگ حدیث کل بدعة ضلالة سے واقف نہیں یا آپ ہی واقف ہیں اور سمجھتے ہیں۔

اور مختصر یہ سن لیجیے کہ علامہ نووی فرماتے ہیں البدعة مالم يكن فى عبد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهى منقسمه الى حسنة و قبيحة۔

جناب روحی صاحب اب یہ بھی سن لیجیے کہ حدیث کل بدعة ضلالة کا مطلب کیا ہے اور شراح حدیث نے کیا لکھا ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔قال فى الازهار اى كل بدعة سئية ضلالة لقوله عليه السلام من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها كل بدعة ضلالة میں بدعت سے بدعت سیئہ مراد ہے اس لیے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام میں طریقہ حسنہ جاری کرے تو اس کو اس فعل کا ثواب ملے گا جو اس پر عمل کرے گا۔اس کا بھی اجر اس کو ملے گا۔

علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں فاذاعرف ذلک ماذکرته علم ان الحديث من العام المخصوص. حدیث کل بدعة ضلالة عام لخصوص منه البعض ہے۔

مولانا عبدالحی فرماتے ہیں اور حدیث کل بدعة ضلاته عام لخصوص

منہ البعض ہے۔ جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ قاری نے تصریح فرمائی۔

آپ فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کیسے ہو سکتی ہے۔ جناب جب مشکوٰۃ میں حدیث کل بدعۃ ضلالۃ دیکھی تھی تو اسی باب میں چند حدیثوں کے بعد یہ حدیث بھی ہے و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضا ھا اللّٰہ و رسولہ الخ اس حدیث میں حضور نے بدعت کو لفظ ضلالت سے مقید فرما دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بدعت ایسی بھی ہے جو ضلالت نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قید بہ لاخراج البدعۃ الحسنۃ حضور نے بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگا دی اس لیے کہ اس حکم سے (جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے عدم رضا و خدا اور سول) بدعت حسنہ مستثنیٰ ہو جائے۔ دیکھا آپ نے بدعت ایسے حسنہ ہو سکتی ہے کہ حضور نے خود تقسیم فرما دی اور بتاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ قیام رمضان کے متعلق فرماتے ہیں نعمت البدعۃ ھذہ یہ بدعت حسن ہے۔ دیکھیے حسنہ ایسے ہو سکتی ہے فرمایئے یہ حضرات عقلمند ہوئے یا نہیں انہیں عقلمندوں سے پوچھنے کے لیے آپ نے فرمایا دیکھیے یہ عقلمند کیسے کیسے عالم دین ہیں اور اب بتایئے کہ ان عقلمندوں کے مقابلہ میں آپ کون ہوئے۔ میں اپنی زبان سے نہ کہوں گا آپ خود جواب سوچ لیجیے۔

آپ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی صاحب نے کسی طالب علم سے (غالباً دیوبند کا ہوگا) پوچھا کہ میاں دو اور تین کے ہوتے ہیں۔ اس نے برجستہ جواب دیا پانچ روٹیاں اس کے ذہن میں روٹی ہی روٹی تھی۔ لہذا روٹی کہہ دیا آپ کے ذہن میں بھی ضلالت ہی ضلالت ہے لہذا ہر بدعت کو ضلالت کہہ دیا۔ نہ حدیث پر نظر نہ اسکے معنی سمجھنے کی توفیق، نہ شراح حدیث سے غرض مطلب۔

حقیقت بدعت

آپ نے اس عنوان کے ماتحت حقیقت بدعت بیان فرمائی ہے۔ مگر نقلی، آپ فرماتے ہیں۔ ایک ذی علم بزرگ نے کیا خوب لکھا ہے اور حاشیہ میں ان کا نام بھی حضرت مولانا حکیم عبدالغفور آنولوی بتا دیا ہے۔

جناب روحی صاحب آپ نے اس رسالہ کی سخت توہین کی کہ ایک دین سے ناواقف عربی سے نابلد کو حضرت مولانا کے خطاب بخشے پتہ چلا کہ آپ کے مروی عنہ سب ایسے ہی ہیں اور جیسے آپ کے مروی عنہ ویسے ہی آپ ان کے راوی۔

میں خود آنولہ کا رہنے والا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں وہ محلہ گنج کے رہنے والے ہیں۔ سوت بیچنے کی دوکان ہے کبھی کبھی پرچوتی کی بھی دوکان کر لیتے ہیں معمولی سی فارسی پڑھے ہوئے ہیں۔ علم عربی سے بالکل ناواقف اتفاق یہ کہ کسی مرفہ الحال وہابی کے یہاں رشتہ داری ہو گئی۔ اس روز سے خیالات بدل گئے حضرت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہاں کے اہل سنت نے بہت سمجھایا۔ تو پھر تبلیغ سے تو باز آ گئے۔ مگر ادھر ادھر تحریروں سے کام لیتے رہے۔ آخرکار ایک مرتبہ بائیکاٹ کر دیا گیا۔ تو معافی مانگی غرض کہ کسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ نہیں سند کس کو کہتے ہیں۔ اسی طرح حکمت میں بھی کسی کے شاگرد نہیں۔ خود ہی علاج الغربا۔ میزان الطب وغیرہ سے حاصل کر لی ہے۔ وہ بھی ناکام۔ جناب روحی صاحب یہ ہیں آپ کے حضرت مولانا حکیم۔ مگر چونکہ آپ کی اور ان کی ذہنیت مل گئی۔ اس لیے حضرت مولانا حکیم ہو گئے۔ قول کے نقل کرنے سے پہلے قائل کی علمی حیثیت معلوم کر لینی چاہیے۔ آپ کو حقیقت بدعت کے لیے ملے تو یہ ملے نہ حضرت علامہ نووی ملے نہ حضرت ملا علی قاری ملے۔ نہ حضرت مولانا عبدالحی ملے۔ افسوس صد افسوس۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ حقیقت بدعت کا مضمون کیوں ایجاد ہوا ہم سے پوچھیے۔ محلہ گنج کی ایک مسجد ہے جو لب سڑک ہے جس کے قریب ان کی دوکان

ہے۔ وہاں کے نمازی نماز فجر وعصر کے بعد امام سے مصافحہ کر لیتے ہیں اتفاقاً ایک نماز میں یہ بھی تھے ان سے بھی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا انھوں نے جھٹک دیا۔ لوگ بگڑ گئے اور خوب توں توں میں میں ہوئی اور ان سے کہا کہ آپ مصافحہ نہیں کرنا چاہتے ہیں نہ کریں۔ مگر مصافحہ کرنے والوں کو بدعتی وغیرہ بنانے کا آپ کو کیا حق ہے۔ آپ کوئی مولوی مفتی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے یہ مضمون لکھا چنانچہ اس میں اسی مصافحہ کا ذکر آیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ

آپ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کو خوب دھوکہ دیا ہے۔ تاریخی واقعات کو غلط لکھا۔ اور جہاں کچھ حقیقت تھی وہاں اپنا حاشیہ چڑھایا ایک ایک بات کو کئی مرتبہ اس طرح بیان کی کہ جس سے پتہ چلے کہ بڑے غصہ میں بھرے ہوئے ہیں مضمون بے ربط و سلسلہ بات کچھ شروع کی پہنچے کہاں اور ساری کتاب بد مذہبوں وہابیوں دیو بندیوں کی مدح سرائی سے پر، اہل سنت پر طعنہ زنی، کتاب کیا ہے کہ تعزیرات ہند کا مجموعہ نہ کسی چیز کا ثبوت نہ کسی مسئلہ کی تحقیق، شان علم سے کوسوں دور، آج کل جس طرح لیڈر بولتے ہیں اسی انداز پر ایک لیکچر یہ ہے جناب کی پروفیسری کی لیاقت اور وہ بھی اسلامی لٹریچر کی پروفیسری کہ جن کو نہ علم فقہ کی خبر، نہ علم کلام کی، نہ تفسیر کی، نہ شروح حدیث کی اور لطف یہ کہ جن کی حمایت کے لیے قلم اٹھایا ان کے گھر کی بھی خبر نہیں۔ انگریز سے ہر مسلم تنفر ہو چکا تھا۔ اور ہے اسی کو پیش نظر رکھ کر جذبات کو ابھارا اور بے موقعہ انگریز انگریز کا ذکر چھیڑا اور تمام اہلسنت پر انگریز دوستی کا الزام لگا کر تنفر و بیزاری کا جذبہ پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ حفظنا اللّٰہ عن شر کل طاغیہ و الحمد للّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ علی نبیہ محمد و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

فقیر عبدالحفیظ عفی عنہ

مفتی شاہی جامع مسجد آگرہ